

مصنف کا مختصر سا تعارف :-

الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی صاحب ڈاکٹر آف ریلیجنسز اینڈ سائنس کے نام سے پاکستان اور ہندوستان کے علماء بخوبی واقف ہیں۔ آپ کے ہزار ہا مضامین ملکی و غیر ملکی رسالوں میں چھپ چکے ہیں۔ اور لاتعداد کتابیں آپ نے تصنیف فرمائی ہیں۔ آپ 19 سال کی عمر میں جامع ازہر (مصر) سے اعلیٰ ترین سند شہادت العالمیہ حاصل کر چکے تھے۔ بعد ازاں بیروت یونیورسٹی میں تعلیمی مدارج طے کر کے پرنسٹن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ آف ریلیجنسز اینڈ سائنس کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کی یہ سندت، پیشہ ورانہ سندت مثلاً ایروناٹیکل انجنئرنگ، ایم ایس سی فزکس، ایم ایس سی نیوکلیئر سائنس اور ٹیم سے اجتہاد کی سند کے علاوہ تھیں۔ اپنے والد بزرگوار السید بشیر حسین صاحب کی نصیحت کے مطابق آپ نے ان تمام زبانوں پر عبور حاصل کیا جن میں الہامی کتابیں نازل ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ آپ طب، حدیث، منطق، فلسفہ، تصوف، علم الطبیعات، علم الکیمیاء، علم الابدان، علم ریاضی، علم الکلام، لغت، عربی ادب، علم قانون، مختصر یہ کہ علم کی تقریباً ہر شاخ خواہ وہ روحانی ہو یا مادی، سے آپ پوری طرح واقف تھے۔ جس کا اندازہ اُن کی لاکھوں صفحات پر پھیلی ہوئی تصنیفات و تالیفات کو پڑھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ جن میں سے چند نام یہ ہیں۔

ترجمہ و تفسیر قرآن مجید اسلام اور علمائے اسلام ترجمہ و تشریح نبی البلاغہ اسلام میں نظام ہدایت و تقلید والدرازم
مذہب شیعہ ایک ہمہ گیر قوت مواخذہ مرکز انسانیت ہزار سالہ جوان سازش نظام مصطفیٰ اور مساوات
واقعات کر بلا الجمعة الواجبة : احمدی تحریک ہماری نظر میں عظمت رسول قرآن سے احسن الحدیث، وغیرہ وغیرہ

التماس :-

ہر چند یہ کوشش کی گئی ہے کہ یہ کتاب معیاری بنے اور مشینی غلطیوں سے پاک رہے۔ اگر معزز قارئین کو اس کتاب میں کوئی کمپوزنگ کی غلطی نظر آئے تو ہمیں مطلع فرمائیں۔ ہم انتہائی شکر یہ کہ ساتھ قبول کریں گے اور آئندہ آنے والے ایڈیشن میں درستگی کے ساتھ شائع کریں گے۔ کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنانے کیلئے قارئین کی تجاویز بھی شکر یہ کہ ساتھ قبول کی جائیں گی۔ اس کتاب میں قرآن مجید کی آیات کے حوالہ جات جگہ جگہ دیے گئے ہیں۔ ان میں اوپر کا ہندسہ سورۃ کا نمبر اور نیچے آیت کا نمبر ہے۔ مثلاً "10/15"۔ اس میں 10 سورۃ یونس اور 15 آیت کا نمبر ہے۔ بعض قرآن مجید کے نسخوں میں مترجمین نے آیات کے نمبر آگے پیچھے کر دیے ہیں جہاں حوالے والی آیت نمل رہی ہو وہاں ایک دو آیت آگے پیچھے دیکھ لیں۔

کیا یہ نمازیں اللہ اور رسول کو پسند ہیں؟

اگر پسند ہیں؟ تو پسند ہونے کا آج ماڈی، عملی اور قابل فہم ثبوت کیا ہے؟ یہ سوال ہر نمازی سے، ہر نماز کی تاکید کرنے والے سے اور ہر مولوی، علامہ اور مفتی سے پوچھنا چاہیے۔ پھر یہ بھی دریافت کرنا چاہیے کہ جناب ہم مسلمان آج ساری دنیا کی اقوام سے پیچھے ہیں۔ دوسروں کے علم و تحقیق و ایجادات و انکشافات کے محتاج ہیں۔ ہم جہاں جہاں بھی ہیں سب اجتماعی اور انفرادی طور پر کافروں، یہودیوں، عیسائیوں اور خدا کے منکروں سے بھیک مانگ کر گزارہ کر رہے ہیں۔ یہ صورت حال تو اس کا ماڈی عملی اور قابل فہم ثبوت ہے کہ اللہ کو نہ ہم پسند ہیں نہ ہماری نمازیں نہ عبادتیں اور نہ ہی مذہب پسند ہے۔ اللہ نے نماز سے مدد مانگنے کو کہا ہے (بقرہ، 2/153) مگر ہم غیر مسلموں اور دشمنان اسلام کے سامنے مدد کے لئے ہاتھ پھیلائے پر مجبور ہیں۔ اللہ نے نماز کو معراج المؤمنین فرمایا تھا مگر ہم تزل کے عمیق غار میں اترتے جا رہے ہیں۔ اور کبھی زمین سے بلند ہوتے ہیں تو کافروں کی ایجادات کے سہارے بلند ہوتے ہیں۔ جنہیں علماء کافر و ملعون و مردود فرماتے ہیں وہ تسخیر کائنات میں مصروف ہیں۔ چاند، سورج، مریخ و مشتری اُن کے قبضہ اقتدار میں ہیں۔ اور ہمارے راہنما کفر سازی کیلئے نئی نئی اسکیمیں بنا رہے ہیں۔ ہمارے علماء ایک دوسرے پر اور دوسروں کے مذہب پر کفر کے فتوے جڑ رہے ہیں۔ ایک اُمت کو نئی ٹکڑیوں اور فرقوں میں منتشر کرتے جا رہے ہیں۔ کفر سازی کی سہولت کے لئے اسلامی قانون بناتے اور اسلام کو توڑ توڑ کر کفر پھیلاتے چلے آ رہے ہیں۔ اس منصوبہ پر کروڑوں روپے خرچ کرنے کے لئے آپس میں اتحاد و اجتماع کیلئے کوشاں ہیں۔ تاکہ اپنے مسلک کے علاوہ باقی تمام مسلمانوں کو باری باری کافر بنایا جاسکے۔ یہ عملدرآمد، یہ تباہ کن روئیہ، اللہ و رسول والے اسلام سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ لیبیل اور ٹھپہ لگا دینے سے کفر کو اسلام نہیں بنایا جاسکتا۔ جو کوشش تیرہ سو سال میں کامیاب نہ کر سکی وہ کوشش جاری رہی تو یہ جد و جہد کرنے والے خود تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گے۔ اللہ و رسول اور قرآن و حدیث کسی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہنے والے کو کافر نہیں کہتے مگر ہمارے علماء خود اپنے بزرگوں کے تسلیم کردہ نمازی و تہجد گزار مسلمانوں کو کافر بنانے میں ذرہ برابر اللہ و رسول سے نہیں ڈرتے، اس لئے کہ ان علماء نے بار بار قرآن کو تبدیل کیا ہے۔ نعرہ یہ ہے کہ ہمارا اللہ ایک، رسول ایک، قبلہ ایک، قرآن ایک لیکن یہ نعرہ (SLOGAN) صرف منبر سے عوام کو ابھارنے کے لئے ہے تاکہ چندہ ملے یا دوسروں کو کافر بنانے کے لئے ہے۔ ورنہ اُنکا قرآن ایک نہیں کم از کم دس تو آج موجود ہیں۔ یعنی جتنے ترجے ہیں اتنے قرآن ہیں۔ یہ لوگ قرآن پر ہرگز عمل نہیں کرتے۔ بلکہ اپنے اپنے ترجمہ پر عمل کرتے ہیں۔ اور ترجمہ سب کا ایک دوسرے کے خلاف اور الگ الگ ہے۔ یعنی جس چیز پر یہ قرآن کہہ کر عمل کرتے ہیں وہ قرآن نہیں ہوتا بلکہ اُن کا اپنا خود ساختہ ترجمہ ہوتا ہے۔ اللہ و رسول نے اگر فوٹو پر وف انتظام نہ کر دیا ہوتا تو ان لوگوں نے قرآن کے الفاظ و آیات بھی بدل دیئے ہوتے۔ ان علماء کے بزرگوں نے عہد رسول ہی میں اس کو بدل ڈالنے کی تجویز پیش کی تھی

(یونس، 10/15) جو یہ کہہ کر ٹھکرا دی گئی کہ وحی پر منّ و عن عمل کیا جائے گا۔ اس میں ذاتی مصلحت اور غور و فکر سے معنوی تبدیلی عذابِ عظیم میں مبتلا کرے گی (یونس، 10/15) لیکن ان علماء کے نقاب پوش بزرگوں نے اپنے ذاتی اجتہاد اور قومی و ملکی مصالح کے ماتحت قرآن کی تفہیم شروع کی اور یہی عمل جو آج تک ہو رہا ہے شروع کر دیا۔ چونکہ یہ طریقہ اللہ و رسول کو دانشوران قوم کے ماتحت لے آتا تھا۔ اس لئے پوری قوم نے اس طرزِ عمل کو پسند کیا۔ کیونکہ اس میں اللہ و رسول کی جگہ افراد کی پسند و ناپسند کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔ ہر عالم کو رائے دینے اور اللہ و رسول کی منشا کو اپنے مفاد کی طرف موڑ لینے کے مواقع تھے۔ یہ وجہ ہوئی کہ رسول کریم، اللہ سے فریاد کرتے رہ گئے:-

قَالَ الرَّسُولُ يَرْبِ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ○ (فرقان 25/30)

”اور رسول اللہ نے عرض کیا اے میرے پالنے والے! یقیناً میری قوم نے اس قرآن سے اپنے اجتہاد کی طرف ہجرت کر لی ہے۔“ یاد رکھیں یہ رسول اللہ نے اپنی پوری قوم کی صورتِ حال پیش کی ہے۔ اگر یہ کافروں کی شکایت ہوتی تو یہاں لفظ ”مَهْجُورًا“ کی جگہ لفظ ”مُتْرُوكًا“ ہوتا۔ یہ اس قوم کی شکایت نہیں جس نے قرآن کو ترک کیا تھا۔ یعنی اختیار کر کے پھر چھوڑ دیا تھا، یہ منافقوں کی بات ہوتی۔ زیرِ شکایت قوم نے ترک نہیں کیا بلکہ ہجرت کی ہے۔ ایسی قرآنی تفہیم کی طرف جس کو سورہ یونس (10/15) میں تجویز کیا تھا۔ رفیع الدین صاحب نے مہجوراً کے معنی کئے ہیں:-

”اور کہا رسول اللہ نے اے رب میرے تحقیق قوم میری نے پکڑا ہے اس قرآن کو چھوڑا ہوا“۔

یعنی اس طرح اختیار کیا ہے۔ جسے رسول اللہ چھوڑا ہوا فرماتے ہیں۔ وہ الفاظ کے اُن معنی سے وابستہ ہیں جو وہ خود گھڑیں گے۔ اسلئے رسول اللہ نے اپنی مخاطب قوم سے فرمایا تھا کہ۔ ”عنقریب تم پر وہ زمانہ آئیگا ہے جب قرآن میں سے کچھ باقی نہ رہے گا۔ سوائے اسکے الفاظ کے اور اسلام میں سے بھی کچھ نہ بچے گا سوائے اُسکے نام کے“۔ (بڑی طویل اور مفصل و متفقہ حدیث ہے) لہذا مومنین سُن لیں کہ وہ زمانہ اُسی قوم کے مخاطبین کے زمانے میں آ گیا تھا۔ اور قرآن و اسلام کو اُسی زمانے میں بالکل تبدیل کر دیا گیا تھا۔ البتہ اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ آج تک باقی ہیں۔ اور باقی جو کچھ ہے وہ نہ اسلام ہے نہ قرآن ہے۔ اور اس تیرہ چودہ سو سال میں جس گروہ نے حقیقی قرآن و حقیقی اسلام کو نافذ کرنے کی کوشش جاری رکھی اسے ہر حکومت نے تہمتیں دیں۔ اُن کا اس قدر خون بہایا کہ ایک سمندر میں سماتا۔ اُن کی لاشوں کو جمع کیا جاتا تو ایک پہاڑ کھڑا ہو جاتا۔ خاندان کے خاندان محلے کے محلے مع عورتوں، بچوں کے قتل کئے جاتے رہے، لاکھوں آدمی جلا کر خاک کر دیئے گئے۔ ہزاروں لاشیں اور سر

درختوں پر، قلعوں کے کنگوروں پر آویزاں رہے۔ حکومتوں نے حقیقی اسلام و قرآن کو مٹانے کی ہر کوشش کر دیکھی مگر بفضلِ خدا و رسول وہ ناکام ہوتی رہیں۔ اُن کے دانشور عبا و قبا و عمامہ پہن کر ہم میں آکر مل گئے۔ ہمارے غرض مند علماء و دانشور خوف و لالچ سے حکومتوں کے ساتھ مل گئے۔ ہماری ہزاروں حدیث و تاریخ و تفسیر کی کتابیں آئمہ علیہم السلام کی مصدقہ کتابیں ضائع کر دی گئیں۔ علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی لائبریری سے اسی ہزار (80,000) کتابیں شیعہوں کے ہاتھوں شیعہ علماء کی موجودگی میں مخالف رؤسا و امراء میں بطور سوغات ہدیہ کر دی گئیں۔ تاکہ کل ہم سے پوچھا جائے کہ فلاں عمل، فلاں رسم، فلاں عبادت کا کونسی کتاب میں حکم ہے؟ لیکن حقیقی علمائے شیعہ نے اُنکی اس ترکیب کو بھی باطل و بے اثر کر دیا۔ یاد رکھیں ہمارا ہر جملہ ہمارا ہر عقیدہ ہمارا ہر دعویٰ اور ہمارے مذہب کا ہر مسئلہ فریقین کے مُسلمہ ریکارڈ اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ بہر حال رفتہ رفتہ اسلام کو کفر کی تائید میں تبدیل کر دیا گیا۔ نہ وہ حقیقی شریعت باقی رہی نہ شرعی اعمال و عبادت کی وہ صورت برقرار رہی۔ تفصیلات ہماری کتاب - ”اسلامی کلمہ و نماز“ - میں دیکھیں۔ یہاں تو یہ دکھانا ہے کہ وہ نماز جس کی مدح و ثناء اللہ و رسول نے کی تھی وہ کون سی نماز ہے؟ اور جو نماز فریقین میں پڑھی جا رہی ہے اس میں کیا کیا نقص ہیں؟ وہ کیوں بے اثر و بے نتیجہ ہو کر رہ گئی ہے؟

قرآن کریم نے جو تصور اسلام دیا ہے اس میں رسول اللہ اس کائنات اور اسکے اندر وقوع میں آئیے والے تمام واقعات و حالات کے عالم تھے (نساء 4/113)۔ اُنہوں نے اپنی تعلیم سے ایسے افراد تیار کر دیئے تھے جن کو رسول والا تمام علم مل چکا تھا (بقرہ، 2/151)۔ اور یہ کہ قیامت تک رسول اللہ کی یہ ہمہ گیر تعلیم خود رسول اللہ ذاتی طور پر جاری رکھیں گے۔ (سورہ جمعہ 62/2-4)۔ اور یہ کہ اُس ہمہ گیر تعلیم کا ذخیرہ قرآن ہے (یوسف 12/111) (نحل 16/89 اور سینکڑوں آیات)۔ اس ہمہ گیر تعلیم سے مرصع حضرات کو اُمت کے ہر سوال اور ہر زمانہ کے مسائل و احتیاج کا جواب دینے اور تدارک کرنے کا ذمہ دار قرار دیا (نحل 16/43-44)۔ اُنہیں رسول اللہ نے تمام اُمت کا حاکم بتایا۔ اُنکے خون و گوشت کو اپنا خون و گوشت بتایا اپنی اور اُنکی ایک ہی نور سے تخلیق بیان کی۔ اُنکی اور اُنکے انصار کی پوری اُمت پر محبت واجب کی (شوری 42/23)۔ اور حضرت علیؑ اور اُنکے انصار کی محبت اور اُن سے بغض کو ایمان اور نفاق یعنی مومن ہونے اور منافق ہونے کی شناخت بتایا (بخاری شریف)۔ ان کی اتباع کرنے والوں سے گمراہی کی نفی کر دی۔ حضرت عمرؓ نے بار بار اعلان کیا کہ اگر میری ہدایت کے لئے علیؑ نہ ہوتے تو میری عاقبت تباہ ہو جاتی۔ اور اے خدا مجھے اُس ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہ رکھنا جب علیؑ میری ہدایت کے لئے موجود نہ ہوں۔ انہوں نے حَسَن علیہ السلام کا غلام اور خدمتگار کہلانے پر فخر کیا۔ اُنہوں نے بتایا کہ لوگوں کی تخلیق اور قوت اور سر میں بال حَسَن و حُسین علیہما السلام کی وجہ سے ہیں۔ یہ تھے وہ حضرات اور اُن کی اولاد کے آئمہ علیہم السلام جو مندرجہ بالا اسلام کی ہمہ گیر تعلیم مسلسل قیامت تک جاری رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ اور جن کا قول و فعل اللہ و رسول کا قول و فعل تھا۔ لیکن قومی و ملکی مصالِح اور مفاد کے تحفظ

میں رسول اللہ کی فرقتانی قوم (سورہ فرقان، 25/30) نے مجتہدانہ نظام جاری کر دیا اور رفتہ رفتہ یہ نظام شیعوں میں بھی در آیا۔ اور وہ تمام بنیادیں روز ازل سے مسمار کر کے رکھ دیں۔ جن پر اسلام سے آفاقی اور کائناتی علوم و استفادہ حاصل ہو سکتا تھا۔ قرآن نے کہا تھا کہ اللہ کے فرمان میں اور رسول کے حکم میں فرق نہ کرنا۔ اللہ اور رسول کو ایک سمجھنا جو ایسا نہ کرے گا وہ حقیقی کافر ہوگا (نساء 151-150/4) چنانچہ مسلمانوں میں ایک گروہ زمانہ رسول میں اللہ کو الگ اور رسول کو الگ کرنے والا موجود تھا۔ اُس نے اللہ اور رسول کے درمیان ایک مجتہدانہ راہ نکال لی تھی۔ وہ رسول کی بات بلا تنقید نہ مانتا تھا۔ اُن سے وحی کی حد تک تعلق رکھتا تھا اور رسول کی حدیث میں غلطی کا امکان سمجھتا تھا اس لئے جو بات اُن کی پالیسی سے مطابق ہوتی تھی مانتا تھا ورنہ انکار کر دیتا تھا اور بشریت کہہ کر ٹال دیتا تھا۔ اسی طرح وہ وحی کے الفاظ پر بھی مبنی و عن نہ چلتا تھا۔ جو مطلب اُن کے منصوبے کی تائید کرے وہ مطلب خود چسپاں کر لیتا تھا۔ یہ تھا وہ درمیانی راستہ جو اس گروہ نے اختیار کیا (نساء 150/4) دوسرا گروہ وہ تھا جو اللہ و رسول اور قرآن و حدیث کو ایک ہی چیز سمجھتا تھا کوئی فرق نہ کرتا تھا۔ رسول کی ہر بات کو اللہ کی بات سمجھتا تھا (نساء 152/4) (نجم 4-3/53) یہ دونوں گروہ آج تک بدستور چلے آ رہے ہیں۔ رسول کی بشریت کو آڑ بنا کر انہیں اللہ سے الگ کیا گیا پھر رسول کی ذات کئی حیثیتوں میں تقسیم کی گئی۔ رسول کے ہمہ گیر علم کا اور قرآن کی ہمہ گیری کا انکار کیا گیا۔ وہ گروہ نہیں مانتا کہ قرآن میں کائنات کے ذرہ ذرہ کی تفصیل و علم و بیان موجود ہے۔ حالانکہ آیات کا ترجمہ صحیح کیا ہے (دیکھو ترجمہ آیات 12/111) (16/89 وغیرہ) رسول و قرآن کی ہمہ گیری کے ساتھ اس قرآنی انتظام کا خود انکار ہو گیا جو رسول نے بذات خود بنفس نفیس قیامت تک کرنا تھا جس میں بارہ محمد قیامت تک گزرنا تھے۔ افسوس یہ ہے کہ شیعہ لیبل کے بعض علماء بھی ان کے ہم عقیدہ رہتے چلے آئے۔ وہ بھی قرآن کی ہمہ گیری اور معصومین کے ہمہ گیر علم کے منکر گذرے ہیں۔ اور انہوں نے دولت و ثروت و عز و جاہ حاصل کرنے کے لئے مخالف حکومتوں کی تائید میں شیعوں کے عقائد و اعمال و عبادات کو تصورات و احادیث معصومین کے خلاف ڈھالنے کی کوششیں کی تھیں۔ اور خاص کر شیعوں کی نماز کو بے جان کر دیا تھا۔ چنانچہ جو نماز اس وقت شیعوں میں رائج ہے اس کو شیعہ نماز کہنے کی کوئی ایسی داخلی دلیل نہیں ہے یعنی اس نماز میں کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو اس نماز کو شیعہ نماز ثابت کر دے۔ اس نماز میں میت سے لیکر سلام تک ایک ایک عمل یا قول کو لیجئے اور دیکھئے کہ وہ سب اعمال و اقوال اہل خلاف کے یہاں موجود ہیں۔ امام مالک کے پیرو ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہیں۔ دعائے قنوت شیعہ علماء کے یہاں نماز کا جز نہیں ہے۔ اسی طرح اہلسنت میں بھی دعائے قنوت کا حال ہے۔ وہ بھی پڑھ لیتے ہیں مگر نماز کا جز نہیں مانتے۔ اللہ اکبر کے لئے ہر دفعہ ہاتھ اٹھانے والا فرقہ بھی مسلمانوں میں موجود ہے۔ الغرض یہ نماز اپنی موجودہ صورت میں سب کچھ ہے شیعہ نماز نہیں ہے اور اس کو پڑھنے والوں کا حال ذرہ برابر دوسرے مسلمان فرقوں سے مختلف نہیں ہے۔ تنزل کے ذلیل ترین مقام پر دونوں برابر کھڑے

ہیں۔ فرق یہ ہے کہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کو اب تک اقوام عالم میں ایک قوم سمجھا جاتا ہے۔ اُن کی آواز سنی جاتی ہے۔ سیاست میں اُنھیں اچھا یا بُرا ایک مقام بہر حال دیا جاتا ہے۔ لیکن شیعوں کا اقوام میں قومی حیثیت سے کوئی شمار نہیں ہے۔ نہ اُنکی کوئی مرکزیت ہے نہ مرکز ہے، پاکستان میں کم از کم ہزار بارہ سو انجمنیں ہیں مگر سب کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہے۔ پھر ہر ایک انجمن خود بھی آپس میں ہم آہنگ نہیں ہے ایک دوسرے کو قتل کرنے سے نہیں چُکتے۔ اُن کے لیڈر حکومت کے تنخواہ دار ہیں اور جلسہ عام میں اپنی تنخواہ کا اعلان کرتے ہیں۔ یہ پھوٹ یہ اختلافات یہ انتشار اُن میں اُن کے ایک مذہبی اصول کی بناء پر ہمیشہ رہا ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ اصول اُنھیں حکومتوں نے دیا تھا تا کہ بندر بانٹ (Divide & Rule) کی پالیسی سے اُن میں مرکزیت پیدا نہ ہونے دی جائے۔ اُن میں ہمیشہ دس بارہ علماء الگ الگ مرکزیت کے دعویدار رہے ہیں اور ملت شیعہ ہمیشہ اُن خود ساختہ مراکز کے چاروں طرف تقسیم رہی ہے۔ لہذا شیعوں کا حال تزلزل میں مسلمانوں کے دوسرے فرقوں سے بدتر ہے اور آج شیڈول کاسٹ (بچ اقوام) سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے کہ اُن کو نمائندگی حاصل ہے ملک میں اُن کی آواز مؤثر ہے اور ان غریبوں کو ان کے قائدین و لیڈران قوم خریداری کے بعد کوئی ٹکے سیر بھی نہیں پوچھتا۔ اور اب تو اسکیم ہی کچھ اور ہے۔ بہر حال ہم یہ کہہ رہے تھے کہ شیعوں کو بھی اُن کی نمازیں تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ اس لئے کہ وہ غیروں کی بتائی ہوئی نماز پڑھتے ہیں۔ اپنی نماز عوام کو معلوم ہی نہیں ہے۔ ہم پر تقاضہ کیا گیا ہے کہ ہم شیعہ نماز پبلک کے سامنے رکھ دیں۔ تاکہ اتمام حجت ہو جائے۔ ہم پر یہ پابندی بھی عائد ہے کہ سولہ قلمی صفحات سے زیادہ ضخیم نہ ہو۔ تاکہ ناشر کی مالی حیثیت سے باہر نہ نکل جائے۔ لہذا مختصر ترین صورت میں پیش کرنا واجب ہو گیا ہے۔

(1) شیعہ مذہب میں امامت و ولایت و خلافت کی پوزیشن

ہمارا مذہب اللہ، رسول اور امام کو ہر حال میں ساتھ ساتھ رکھتا ہے۔ اصول دین میں توحید و نبوت و امامت کو کسی مسئلہ میں فراموش نہیں کیا جاتا اور ان تینوں میں سب سے اہم اور طویل ترین پارٹ امامت کا ہے۔ اللہ نے قرآن بھیج دیا۔ رسول نے قرآنی علوم بیان کر دیئے۔ تعلیم قرآن کا مستند انتظام کر دیا۔ اب امامت ہے جس نے قیامت تک کی ذمہ داری لی ہے۔ لہذا شہادت رسول کے بعد ہم نے معصوم قیادت کے علاوہ ہر قیادت و حکومت کا انکار کر دیا۔ گو ہمیں یہ انکار بہت مہنگا پڑا۔ لیکن ہم نے رسول کی جانشین امامت سے ہر قیمت پر وابستگی برقرار رکھی۔ لہذا ہمارا پہلا مذہبی اختلاف ہی امامت و خلافت پر ہے۔ اور ہماری تمام عبادات و رسومات میں اسی کو پہلا نمبر دیا گیا ہے۔ اس کے بغیر نہ ایمان مقبول ہے نہ عبادت شمار ہے۔ اس لئے کہ زندہ اسلام کی جڑ بھی امامت ہے اور اس کی چوٹی بھی امامت ہے اور امام ہی سے نماز مکمل ہوتی ہے۔ امام ہی سے روزے حج اور جہاد کی تکمیل ہوتی ہے۔ اگر نماز سے امام کو نکال دیا جائے تو نکالنے والا ملت شیعہ سے خارج ہو جائیگا۔ اور ایسی نماز پڑھنے والا جس میں

امام کا ذکر تک نہ ہو۔ ناقص و ناکارہ نماز پڑھنے کی بناء پر ناکام رہے گا۔ اور ایسی نماز کو شیعوں کی نماز نہ کہا جائے گا۔
 إِنَّ الْإِمَامَةَ أَسَّ الْأَسْلَامِ النَّامِي وَ فِرْعَةَ السَّامِي - بالامام تمام الصلاة والزكاة والصيام والحج
 والجهاد..... (کافی کتاب الحجہ جلد اول باب نادر صفحہ 386 ترجمہ شیخ محمد باقر الکرمنی)

(2) امام کے بغیر نماز و زکوٰۃ اور پورا اسلام باطل ہو جاتا ہے

أَنَّا فِي الْإِسْلَامِ ثَلَاثَةٌ (1) الصَّلَاةُ (2) وَالزَّكَاةُ (3) وَالْوَلَايَةُ - لَا تَصَحُّ وَاحِدَةً إِلَّا بِصَاحِبَتِهَا -
 (کافی کتاب الایمان والکفر باب دعائم الاسلام صفحہ 33 جلد 3 - الکرمنی)
 - ”دین اسلام تین پایوں پر قائم ہے:- اول نماز (2) زکوٰۃ اور (3) ولایت۔
 ان میں سے کوئی بھی باقی ساتھیوں کے بغیر صحیح نہیں ہے یعنی اگر نماز کے ساتھ ولایت کو نہ رکھا جائے تو یقیناً وہ نماز باطل
 ہے۔ معصوم علیہ السلام کی اس حدیث کی تشریح میں علامہ محمد باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ:-

”مقصود یہ ہے کہ ان بنیادوں پر اسلامی اساس اس لئے قائم ہے - ”مقصود از این کہ برا اینها ساز مان شده اند اینست
 کہ یہ اسلام کے اجزاء اور ارکان ہیں، لہذا اسی وجہ سے یہ بھی کہ اینها اجزاء و ارکان آنند - بنا بر این ممکن است
 ممکن ہے کہ ولایت کے معنی یہاں عام لئے جائیں اور مقصود از ولایت معنی اعم شامل شہادتین باشد -“

ولایت کو نماز میں توحید و رسالت کی دونوں شہادتوں کیساتھ شامل کیا جائے۔ (کافی جلد 3 صفحہ 33 - الکرمنی)

(3) ولایت، نماز اور روزہ اور زکوٰۃ وحج سے افضل اور ان کی کنجی ہے

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ:- ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔
 اول نماز (2) زکوٰۃ (3) روزہ (4) حج (5) ولایت۔
 ولایت ان چاروں سے افضل اور ان کی کنجی ہے۔
 یعنی اگر نماز میں سے ولایت کو نکال دیا جائے تو نماز کے فوائد و نتائج مقفل اور ناقابل حصول ہو جائیں گے۔“
 (کافی کتاب الایمان والکفر، باب دعائم الاسلام، جلد 3 صفحہ 36 - الکرمنی)

(4) مندرجہ بالا چاروں چیزیں بعض حالات میں نظر انداز کی جاسکتی ہیں

مگر ولایت ہر حال میں برقرار رہتی ہے (جعفر صادقؑ - کافی)

مثلاً کفار و بے دین اسلامی عبادات بجالانے میں قتل و غارت کرتے ہیں تو ولایت برقرار رہے گی۔ یعنی ہم پہلے کفار
 سے جنگ کریں گے۔ غالب آنے کے بعد عبادات شروع کریں گے ولایت جنگ کے دوران برقرار رہی ہے۔

(5) جب بھی اعلان توحید و رسالت کیا جائے لازم ہے کہ علیؑ کی حکومت کا بھی اعلان کیا جائے

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:-

”تم میں سے جب بھی کوئی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ کہے اُسے چاہیے

کہ لازماً ساتھ ہی علیؑ امیر المومنین بھی کہا کرے“۔

فاذا قال احدكم لا اله الا الله و محمد رسول الله فليقل علي امير المومنين“۔ (احتجاج طبرسی)

یہاں تک یہ معلوم ہو گیا کہ ولایت و امامت و خلافت علی مرتضیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اور اس ایمان کا اپنی عبادات میں اعلان کرنا ہم پر واجب ہے اور چونکہ یہ ایمان و اعلان تمام عبادات کی کنجی ہے۔ اس لئے نماز اور دیگر عبادات کے نتائج و فوائد حاصل کرنے اور نماز و عبادات کو مقبول بنانے کے لئے یہ ایمان و اعلان واجب کیا گیا ہے۔ لہذا جو اس واجب پر عمل نہیں کرتا اُسے نہ صرف نماز و عبادات کے فیوض و فوائد سے محروم رکھا جاتا ہے بلکہ ایسے اشخاص ولایت محمدؐ و آل محمدؐ سے خارج ہو جاتے ہیں۔ آج ہماری زبوں حالی کا واضح سبب ہمارے سامنے ہے اور چونکہ ولایت محمدؐ و آل محمدؐ ہی شجر اسلام کی جڑ ہے اور یہی اسلام کی چوٹی یا پھٹنگلی ہے۔ اس لئے جب یہ منوالیا جاتا ہے کہ نبوت برحق ہے اور لوگ نبی گومانے لگتے ہیں تب اسلام کے باقی احکام باری باری منوائے جاتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ اعلان نبوت کے ساتھ ہی ساتھ اعلان ولایت و خلافت و وزارت کیا جاتا ہے اور پہلا حکم یہی دیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ علیؑ ہے۔ اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ پھر تکمیل کار کے دوران بار بار ولایت و خلافت و امامت کا اعلان ہوتا رہتا ہے اور تکمیل یہ کہہ کر کی جاتی ہے کہ دیکھو یہ علیؑ ہے جو مجھے اور اللہ کو اپنا مولانا مانتا ہے اس پر لازم ہے کہ اُسے بھی مولانا مانے اور اطاعت کرے۔ یوں بات اور عمل و اطاعت اسلام میں ولایت سے شروع ہوتی ہے اور کار نبوت و ولایت گو سپرد کر کے ختم ہوتا ہے۔ یہ ہے ولایت کو دین کی جڑ اور پھٹنگلی کہنے کے معنی اور یہی وجہ ہے کہ ہر عبادت اعلان ولایت کے بغیر مردود و بے نتیجہ ہو جاتی ہے۔

حقیقی نماز پورا دین ہے۔ فروع یا جزو دین نہیں ہے

اِقَامُ الصَّلَاةِ اِنَّهَا الْمِلَّةُ (نہج البلاغہ) (ترجمہ مفتی جعفر۔ خطبہ نمبر 108 صفحہ 313)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ:- ”نماز کا قیام پورے دین یا مِلَّة کو قائم کرتا ہے“۔ اور آپ نے مومنین کو یہ حکم دیا کہ:

”وَاعْلَمَ اَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبِعَ بِصَلَاتِكَ“۔

(نہج البلاغہ جلد سوم عہد نامہ نمبر 27 صفحہ 50۔ ترجمہ مفتی جعفر حسین)

تمہارے تمام اعمال نماز کے ماتحت رہ کر نماز کی اتباع کریں یہ فرمان اُس حدیث کے سامنے رکھ دیں جس میں ولایت کو نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج و جہاد سے افضل کہا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ جب ولایت نماز و عبادات سے افضل اور اُن کی کنجی ہے تو انسان

کے تمام اعمال و عبادات اور پورا دین حقیقتاً ولایت کے ماتحت رہیں گے اور ولایت کی اتباع کریں گے۔ اور اگر اعلان و ایمان ولایت کو نماز سے الگ کر لیا جائے گا تو سارا دین و ملت بے نتیجہ ہو کر رہ جائے گا۔ یہی بات اللہ نے قرآن میں کافروں کے منہ سے قبول کرائی ہے جہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی بتائی ہوئی نماز پر لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:-

”اے شعیب کیا تیری نماز یہ حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے طریقوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموال وغیرہ کو اپنی

مرضی سے خرچ نہ کریں یقیناً آپ بڑی ٹھنڈی ماری دینا چاہتے ہیں“۔ (سورہ ہود 11/87)۔

یہاں تک یہ ثابت ہو گیا کہ ہمارے تمام پروگرام تمام اعمال و عبادات نماز کے ماتحت رہیں گے اور نماز کی کنجی یعنی ولایت کو الگ نہ کیا جائے گا۔ بلکہ نماز کو ولایت کے ماتحت رکھا جائے گا۔ ورنہ تمام اعمال و عبادات بے کار و بے نتیجہ بلکہ نقصان دہ ہو کر آپ کو تباہ کریں گے۔

ولایت ہی مکمل دین ہے۔ تمام انبیاء و ولایت علویہ کو قائم کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے

حدیث کی معتبر ترین کتاب اصول کافی، کتاب الحجۃ کے باب فیہ نکت و نطف من التنزیل فی الولاية میں بانوے احادیث ولایت کی پوزیشن بیان کرتی ہیں۔ ہر حدیث میں امام معصوم کسی آیت کی تفسیر کر کے مقام ولایت پر بیان دیتے ہیں۔ ہم ان بانوے احادیث میں سے چند احادیث کا خلاصہ حدیث کا نمبر اور مذکورہ سورہ اور آیت کا نمبر لکھتے ہیں سنئے:-

- (1) صحیفہ ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں کی تعلیم کا لب لباب ولایت کی تفسیر تھا۔ (حدیث نمبر 30- آیت 19-18/87)
- (2) رسول اللہ جو کچھ لائے اس کا خلاصہ ولایت ہے۔ (حدیث 6- آیت 6/66)
- (3) وہ دین حنیف جس پر رسول اللہ کو اپنی تمام تر توجہات مرکوز رکھنے کا حکم ملا تھا وہ ولایت تھی۔ (حدیث 35- آیت 30/30)
- (4) رسول اللہ جس حق کو نافذ کرنے کے لئے مبعوث ہوئے وہ ولایت تھی۔ (حدیث 59- آیت 170-168/4)
- (5) جس رنگ کو اللہ کا رنگ فرمایا وہ ولایت ہے (حدیث 53- آیت 2/138)

(6) هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ۔

قَالَ هُوَ الَّذِي أَمَرَ رَسُولَهُ بِالْوَلَايَةِ لَوْ صَبَّهَ وَالْوَلَايَةُ هِيَ دِينِ الْحَقِّ (حدیث 91- آیت 28/48)

”اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو دین حق کے ساتھ بھیجا۔ امام نے فرمایا کہ ولایت ہی دین حق ہے اور اللہ نے رسول کو اپنے وصی کی ولایت قائم کرنے کا حکم دیا تھا“۔

مومنین سوچیں کہ جن لوگوں نے ہمیں نماز میں اس ولایت کے اقرار و اعلان سے منع کیا تھا کیا وہ شیعوں کے دوست ہو سکتے ہیں۔ اور کیا اس کے بغیر نماز قبول ہونا چاہیے؟۔

جن لوگوں نے ولایت کو کبھی پسند نہ کیا وہ حقیقی مشرک ہیں

(1) جس چیز کو رسول کی فرقتانی قوم (25/30) نے اختلاف کی بنیاد بنا کر دین کو تبدیل کیا وہ ولایت ہی ہے۔

(حدیث 48- آیت 51/8-9)

مومنین نوٹ کر لیں کہ ہمارے عقائد کی بنیاد خلافت بلا فصل یعنی ولایت پر ہے۔

(2) جس شرک سے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں اور جو ہر گز معاف نہ ہو گا وہ ولایت میں کسی اور کو شریک کرنا ہے۔

(حدیث 76- آیت 39/65)

ولایت کے مستقل اقرار و اعلان پر نجات اور معاشی فراوانیاں منحصر ہیں

(1) جس طریقہ پر مستقلاً قائم رہنے سے نعمتوں سے مالا مال کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قیام ولایت ہے۔

(حدیث 39- آیت 72/16)

(2) نجات نوع انسان اور ان کی معاشیات میں فراوانی کا ذریعہ ولایت ہے۔ (حدیث 49- آیت 90/11-13)

یہ کلام اللہ و کلام معصومین سے ولایت کی پوزیشن ہے۔ ماننے نہ ماننے اور اختیار و اعلان کرنے نہ کرنے میں آپ مختار ہیں۔ ہماری ذمہ داری بتانا اور سمجھانا ہے۔

وہ اذان اور نماز جو شیعوں میں رائج کی گئی باطل حکومتوں کو اطمینان دلاتی ہے

یہ اذان جو آپ جانتے اور دیتے چلے آ رہے ہیں رسول کے زمانے میں شروع ہو گئی تھی۔ جسے نہ معلوم کب بند کیا گیا تھا۔ یقیناً بعد کی حکومتوں نے اس واقعہ کو چھپانے کی کوشش کی لیکن حقیقت چھپ نہیں سکی۔ لہذا ایک سخت متعصب شخص امام ابواللیث اللہری کی عبارت کا ترجمہ اور چند سخت جملے اسی کی زبان میں سن لیں۔

در حین حیات رسول خدا پنج بار در مدّت ششماہ و	”یہ رسول خدا کی حیات کے زمانے میں چھ مہینے کی مدت میں اور
نہ ماہ اتفاق این مقال افتاد . رفضه را ازیں جادست	پھر نو (9) مہینے کے اندر اندر یہ قول پانچ دفعہ کہے جانے کا اتفاق ہوا
دادہ کہ ایس الفضاظ در اذان واقامت می بردارند	تھا۔ وہاں سے رافضوں کو یہ موقع ملا کہ ان الفاظ کو اذان اور اقامت
امانمیدانند کہ این حکم منسوخ شدہ۔ کہ مشائخ	میں کہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان الفاظ کے کہنے کا حکم منسوخ
صحابہ گاہے آن را در زمانہ خلافت خود در اذان و	ہو گیا۔ اسلئے کہ بڑے شیعوں نے اپنی خلافتوں میں ان الفاظ کو کبھی
اقامتہ نہ گفتہ اند بلکہ احدیہ اگر این امر جرأت کرد	نہیں کہنے دیا۔ بلکہ اگر کوئی ایک شخص بھی ان الفاظ کو اذان و اقامت
حضرت فاروق اور ابنا دیب شدید میگرفت	میں کہہ دیتا تھا تو حضرت فاروق اس کو ادب سکھانے کے لئے

بڑی سختی سے پکڑتے تھے۔“ (فارسی عبارت برابر جاری ہے اور ہم نے پوری لکھی ہے یہاں چند جملے اور لکھتے ہیں)

خود را بعلیٰ می چسپانند بروایت منسوخہ	”یہ رافضی لوگ خود کو علیؑ سے چپکاتے ہیں اور منسوخ
متمسک میشوند چنانچہ شعار خود ساختہ اند کہ	حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ انھوں نے اذان و اقامت میں
در اذان و اقامت علیاً ولی اللہ میگویند و این گفتن	علیاً ولی اللہ کہنا اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اور ایسا کہنے کو حقیقی دین
راعین دین می انگارند و نمی دانند کہ اکابر صحابہ	سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ بڑے صحابہ نے علیاً ولی اللہ کو
در ترک آن کوشیدہ اند اگر جواز میداشت از ایشان	بند کرنے میں بڑی کوشش کی تھی۔ اگر یہ جائز ہوتا تو وہ پہلے
اول صادر میگردید این مبحث را در کتاب معارف	خود اس پر عمل کرتے۔“ (یہ عبارت ابوالیث نے علامہ عسقلانی
عثمانیہ بہ بسط تام نوشتہ ام“ (عبدالرحمن عسقلانی)	کی کتاب فضائح الروافض سے لکھی ہے) اختصار کی بنا پر نہ پوری

عبارت لکھی نہ اس پر تنقید کر سکتا ہوں۔ یہ سمجھ لیں کہ اعلان ولایت کا حکم دیا گیا۔ عمل ہوا، ہوتا رہا۔ مناسب وقت پر کوشش سے بند کیا گیا۔ جب علیؑ و اولاد علیؑ پر (معاذ اللہ) لعنت کرنے لگے تو اس صدی میں پھر خلافت عباسی میں یقیناً بند رہا۔ چوتھی صدی میں حقیقی مومنین نے پھر شروع کر دیا۔ تو اب شیعہ علمائے اُن لوگوں پر لعنت شروع کر دی جنہوں نے اذان و اقامت وغیرہ میں اعلان ولایت شروع کیا تھا۔ (حدیث کی معتبر ترین کتاب الفقیہ باب الاذان) اور اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کو جائز مان لیا۔ لہذا یہ موجودہ اذان جنہوں نے شروع کی تھی وہ بعض شیعہ علماء کے نزدیک لعنتی تھے اور اُن کو جب موقع ملتا تھا حکومتوں سے قتل کر دیا جاتا تھا۔ بڑی قربانیوں کے بعد یہ اذان جاری ہوئی۔ مگر لعنت بھیجنے والے علماء کی کتابوں میں یہ آج بھی غلط ہے۔ اسکے بغیر اذان مکمل اور صحیح ہے۔ اس قسم کے علماء نے آئمہ معصومینؑ کی احادیث میں سے چُن چُن کر یہ نماز تیار کی جو شیعوں کی کثرت ہزار سال سے پڑھ رہی ہے۔ اس نماز میں انھوں نے وہ تشہد اختیار کیا جسکو حدیث کی تمام معتبر کتابوں (چاروں کتابوں) میں گھٹیا تشہد فرمایا۔ جسے قلیل ترین تشہد فرمایا۔ جسکے بغیر نماز کو جائز کہا۔ جسے سنت بھی فرمایا الغرض احادیث میں سے وہ احکام اختیار کر کے شیعوں میں حکومتوں کی طاقت سے رائج کر دیئے جو آئمہؑ نے تقیہ کے زمانے میں شیعوں کی جان و مال محفوظ رکھنے کیلئے دیئے تھے۔ تاکہ دیکھنے والے انہیں اہلسنت سمجھیں۔ اور رپورٹ کر کے قتل نہ کرائیں۔ اور جس تشہد کو آئمہؑ واجب قرار دیتے تھے۔ جسے پسند فرماتے تھے۔ جسے بلند آواز سے پڑھنے پر قتل لازم تھا۔ اور جسے عہد معصومینؑ کے تمام شیعہ خاموشی سے پڑھتے تھے۔ وہ وہی تھا جو ہم نے نماز کے مسائل میں لکھا ہے۔ وہ تشہد نہ صرف واجب ہے بلکہ اُس کو جان بوجھ کر نہ پڑھنے والا ملّت معصومین سے خارج ہے۔ ہمارے نزدیک اور قدیم شیعوں کے نزدیک اذان و اقامت و نماز میں۔ ”عَلِیٌّ وَ لِیُّ اللّٰهِ وَ صِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ خَلِیْفَتُهُ بِلا فَصْل“۔ کہنا واجب و لازم و فرض اور حقیقی دین ہے۔“ جیسا کہ سنی عالم نے بھی مانا ہے مگر

آج شیعوں کے تمام گروپ خواہ ”ڈھکوی“، قسم کے شیعہ ہوں یا۔ ”شیخی“، قسم کے شیعہ ہوں یا لقمائی ہوں سب اذان میں اس ولایت کو جزو اذان نہیں مانتے اور نماز میں ہرگز نہیں پڑھتے اور اکثر علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ احادیث کی معتبر ترین کتابوں میں وہ تشہد بھی لکھا ہوا آج تک موجود ہے جسے آئمہ معصومین علیہ السلام نے واجب و فرض فرمایا۔ جسے افضل تشہد قرار دیا۔ اور یہ سب کچھ انہی کتابوں میں ہے۔ ہم یہاں انہیں سے ایک تشہد لکھ کر مسائل نماز شروع کر دیں گے۔

سنئے اور سوچئے کہ یہ تشہد شیعوں کی نماز میں کیوں جاری نہ کیا گیا؟

”بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ الْحَمْدِ لِلّٰهِ وَ الْاَسْمَاءِ الْحُسْنٰی كُلِّهَا لِلّٰهِ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَ نَذِيرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ اَشْهَدُ اَنَّكَ نِعْمَ الرَّبُّ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا نِعْمَ الرَّسُولُ وَ اَنَّ عَلِيًّا نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ اَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَ النَّارَ حَقٌّ وَ الْمَوْتَ حَقٌّ وَ الْبَعْثَ حَقٌّ وَ اَنَّ السَّاعَةَ اْتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ - الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ اَرْحَمْ مُحَمَّدًا وَ اٰلَ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ تَفَضَّلْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ وَ تَرَحَّمْتَ وَ بَارَكْتَ وَ تَفَضَّلْتَ وَ سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مُّجِيْدٌ - اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الْمَصْطَفٰى وَ عَلٰى الْمُرْتَضٰى وَ فَاطِمَةَ الزُّهْرٰى وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ الْاِثْمَةَ الرَّاشِدِيْنَ مِنْ اٰلِ طَهٍ وَ يَسِيْنَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نُوْرِكَ الْاَنْوٰرِ وَ عَلٰى حَبْلِكَ الْاَطْوَلِ وَ عَلٰى عُرْوَتِكَ الْاَوْثَقِ وَ عَلٰى وَجْهِكَ الْاَكْرَمِ وَ عَلٰى جَنْبِكَ الْاَوْجِبِ وَ عَلٰى بَابِكَ الْاَذْكٰى وَ مَسْلِكِ الصِّرَاطِ - اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى الْهَادِيْنَ الْمُهْدِيْنَ الرَّاشِدِيْنَ الْفَاضِلِيْنَ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ الْاَخِيَارِ الْاَبْرَارِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جِبْرِئِيْلَ وَ مِيكَائِيْلَ وَ اسْرَافِيْلَ وَ عِزْرَائِيْلَ مَلَائِكَتِكَ الْمُقْرَبِيْنَ وَ اَنْبِيَائِكَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ رَسُلِكَ اَجْمَعِيْنَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَ الْاَرْضِيْنَ وَ اَهْلِ طَاعَتِكَ اَكْتَعِيْنَ وَ اَخْصَصْ مُحَمَّدًا صَلَّيْتَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهِ بِاَفْضَلِ الصَّلَاةِ وَ التَّسْلِيْمِ“ - (حدائق الناضره - فقه الرضوى كتاب الصلوة)

”اللہ کے نام سے شروع اور اسی کے نام سے وابستہ رہ کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہر قسم کی ستائش اللہ ہی کی ہوتی ہے۔ اور ہر وہ نام اور لقب جو کائناتی حُسن بحال رکھتا ہو اللہ ہی کیلئے ہوتا ہے۔ پھر میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اللہ تنہا و یگانہ ہے کوئی بھی اس کا مدد و معاون نہیں ہے۔ اور میں اس پر شاہد ہوں کہ بالتحقیق محمد اللہ کے بندے اور اسکے آخری رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو حقائق دے کر بھیجا اور قیامت تک کیلئے انہیں اچھی کارکردگی پر بشارتیں دینے والا اور بُرے اعمال کے نتائج سے قبل از وقت خوف زدہ کرنے والا بنا کر بھیجا۔ میں گواہ ہوں کہ تو یقیناً اچھا رب ہے اور یہ کہ محمد اچھے رسول ہیں۔ اور یقیناً علی اچھے حاکم ہیں اور یہ کہ جنت حق ہے جہنم بلاشک موجود ہے۔ موت حق ہے۔ قبروں سے حساب کے لئے اٹھنا حق ہے۔ میں حمد کرتا ہوں اس کی

جس نے ہمیں دین اسلام کی ہدایت کی وہ ہدایت نہ کرتا تو ہمیں ہدایت نہ ہوتی اے اللہ بھیج دو محمد و آل محمد پر اور رحم کر محمد و آل محمد پر اور برکت نازل کر محمد و آل محمد پر اور فضل کر محمد و آل محمد پر اس سے بھی بڑھ کر جو تو نے پوری کائنات میں ابراہیم اور سابقہ آل ابراہیم پر صلوٰۃ بھیجی تھی اور رحمت نازل کی تھی اور برکت عطا کی تھی اور فضل و کرم کیا تھا۔ یقیناً تو مجسم بزرگی اور حمد و ثنا کا حقدار ہے۔ اے اللہ پھر درود بھیج محمد مصطفیٰ پر اور علی مرتضیٰ اور فاطمہ زہرا اور حسن اور حسین پر اور ان آئمہ پر جو مجسمہ رشد و ہدایت اور طہ و یاسین لقب والے محمد کی آل سے ہیں۔ اے اللہ صلوٰۃ بھیج اپنے نور کے سب سے زیادہ متور کرنے والے وجود پر اور اپنے تعارف اور راہنمائی کے سب سے طویل سلسلے پر اور اپنی سب سے مستحکم دستاویزی سند پر اور اپنی سب سے بزرگ و مفید وجہ پر اپنے سب سے زیادہ واجب جانبدار پر اور اپنے پاک ترین دروازے پر اور اُس پر جو مجسم مذہب اور صراط مستقیم ہے۔ اے اللہ پھر درود بھیج ان ہدایت کاروں پر جو ہدایت یافتہ اور مجسم رشد و فضائل ہیں پسندیدہ اور پاکیزہ اور پارسا صاحبان اختیار و خیر ہیں اے اللہ صلوٰۃ بھیج جبرائیل و میکائیل و اسرافیل اور عزرائیل پر اور اپنے تمام مقرب بارگاہ فرشتوں پر اور تمام اُن نبیوں پر جو تیری طرف سے ارسال ہوئے۔ اور تیرے تمام رسولوں پر جو آسمانوں اور زمینوں میں تعینات رہے۔ اور اُن پر جو تیری فرمانبرداری میں مستعد رہتے ہیں۔ اور محمد اور اُن کی آل کو اپنے بہترین اور بزرگ ترین دُرود کے لئے مخصوص فرمائے۔“

نماز کے آخر میں تشہد کے بعد سلام

یہ بھی سوچتے رہیں کہ یہ سلام علماء نے نماز میں کیوں جاری نہ کیا؟ سنئے!

”السلام اور اللہ کی رحمت ہو آپ پر یا نبی اور برکتیں نازل ہوں آپ پر۔ سلام ہو محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین پر۔ سلام ہو اُن اماموں پر جو مطلق طور پر رشد و ہدایت کے حامل اور بُرائی و گمراہی سے منزہ تھے۔ سلام ہو اللہ کے تمام رسولوں اور نبیوں پر اور ملائکہ پر۔ اور سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر۔“	”السلام علیک یا ایہا النبی و رحمة اللہ وبرکاتہ۔ السلام علی محمد ابن عبد اللہ خاتم النبیین۔ السلام علی الائمة الراشدین المہدیین۔ السلام علی جمیع انبیاء اللہ و رسلہ و ملائکہ۔ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔“
(من لایحضر الفقیہ صفحہ 87)	

مومنین ہم نے اختصار کی بناء پر اس عنوان کے ساتھ بڑا ظلم کیا۔ ایک سو باسٹھ صفحات کی گردن کاٹ کر سورہ قلمی صفحات میں رگڑ دیا ہے۔ لیکن اہل ایمان کے لئے اتنا بھی کافی ہے۔ نہ ماننے والوں کے لئے لاکھوں کتابیں بھی کافی نہیں ہوتیں آپ یہ تشہد اور

سلام دیکھیں اور پھر اُس تشہد پر نظر ڈالیں جو علماء نے پسند کیا۔ مومنین میں رائج کیا اور سب کو جاہل رکھ کر۔ دلیل و ثبوت مانگنے کو حرام کر کے مُقلد بنا کر یہ پتالگانے کی راہیں بند کر دیں کہ اُس نماز اور تشہد و سلام کا معصومین کے فرمانات سے کیا تعلق ہے؟ ہم نے مختصر ترین تشہد مسائل میں لکھ دیا ہے اُس سے کم پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوگی اگر اس نے یہ کتابچہ پڑھنے کے بعد بھی اعلان ولایت اختیار نہ کیا۔

نماز کے یومیہ احکام

- وضو کی تعریف!** چہرہ کو اور ہاتھوں کو کہنیوں سے انگلیوں تک دھونا اور سر کا اور دونوں پیروں کا مسح کرنا وضو کہلاتا ہے۔
- حکم نمبر 1۔ چہرہ کا دھونا!** چہرہ پیشانی کے بالوں سے لیکر ٹھڈی کے نیچے تک اور چوڑائی میں دونوں کانوں کے درمیانی حصہ کو کہتے ہیں۔ وضو میں یہ حصہ دھونا لازم ہے اس میں کمی سے وضو نہ ہوگا۔ گرد و نواح میں زیادہ دھولیا جائے تو حرج نہیں ہے۔
- حکم نمبر 2۔ ہاتھوں کا دھونا!** ہاتھوں کو کہنیوں سے ذرا اوپر سے نیچے انگلیوں کی طرف دھونا لازم ہے۔
- حکم نمبر 3۔ سر کا مسح!** بھیگا ہوا ہاتھ پھرانے کو مسح کہتے ہیں۔ لازم ہے کہ سر میں پانی کی ٹھنڈک یا گرمی محسوس ہو۔ بالوں پر ہاتھ پھرانا مسح نہیں ہے۔ ایک انگلی سے تین انگلیوں تک بالوں کی جڑوں میں پھرا دینا کافی ہے بال نہ ہوں تو چھٹی انگلیاں پھرانے سے مسح ہو جائے گا۔ آگے سے پیچھے کو یا پیچھے سے آگے کو سارے سر کی شرط نہیں۔
- حکم نمبر 4۔ پیروں کا مسح!** پیروں کی انگلیوں سے پورا ہاتھ پھیلا کر ٹخنوں کی سیدھ تک اوپر کو ہاتھ پھرانے سے مسح ہو جاتا ہے۔ دونوں ہاتھوں سے دونوں پیروں کا ایک دم یا باری باری دہنے ہاتھ سے دہنے پیر کو اور بائیں ہاتھ سے بائیں پیر کو مسح کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہاتھوں کی انگلیاں پیروں کی انگلیوں پر رکھ کر اوپر کو ہاتھ کھینچیں۔
- حکم نمبر 5۔ مسح کے لئے ہاتھوں کو لگا ہوا وہی پانی کافی ہے جو وضو کے دوران لگا تھا۔** الگ سے پانی میں ہاتھ ڈبو کر مسح کرنا وضو کو ضائع کرتا ہے۔

وضو کے شرائط

- حکم نمبر 6۔ نیت!** وضو کرنے سے پہلے اُس عمل کو ذہن میں رکھنا چاہئے جس کے لئے وضو کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ عمل لازم یا واجب ہو تو نیت میں واجب کہا جائے گا۔ اگر سنت ہو تو سنت کہنا ہوگا۔
- مثلاً وضو کرتا ہوں واجب نماز کیلئے **واجب قُرْبَةَ إِلَى اللَّهِ. اللَّهُ أَكْبَرُ**
- حکم نمبر 7۔ جواز!** وضو جائز نہیں اگر جسم کسی جگہ سے ناپاک ہو یا کوئی غسل واجب ہو یا پانی خالص نہ ہو یعنی ذائقہ، رنگ اور بو

بدلے ہوئے ہوں۔ اسی لئے سنت ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیں۔ اس سے رنگ معلوم ہو جائے گا۔ پھر منہ کے اندر پانی ڈالیں غرارہ اور گلی کریں تو ذائقہ معلوم ہوگا۔ پھر ناک میں پانی ڈال کر صاف کریں تو بُو کا پتہ چل جائے گا۔
حکم نمبر 8- ترتیب! پہلے چہرہ دھوئیں پھر دہنا ہاتھ اور پھر بائیں ہاتھ دھوئیں۔ اور نیا پانی لئے بغیر پہلے سر کا۔ پھر دہنے و بائیں پیر کا مسح کریں۔ اس ترتیب کو بدلنے سے وضو باطل ہو جائے گا۔

حکم نمبر 9- تسلسل! وضو کے تمام اعضاء کو لگا تار بلا وقفہ دھونا اور مسح کرنا واجب ہے۔ یعنی کوئی عضو خشک نہ ہونے پائے۔
 سلسلہ وار اور ترتیب وار وضو کریں۔

حکم نمبر 10- وضو میں مدد لینا! اگر خود وضو نہ کر سکیں تو دوسروں کی مدد سے وضو کر سکتے ہیں۔ یعنی مددگار کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ سمجھ لیں چنانچہ مددگار ترتیب و تسلسل سے وضو کر دے۔

حکم نمبر 11- اندیشہ! پیاسا رہ جانے، بیمار ہو جانے اور کسی خطرہ کے پیش آ جانے کا اندیشہ ہو تو وضو کی جگہ تیمم کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ نماز کا ایک بڑا مقصد صحت و سلامتی اور مسلسل تندرست رہنا بھی ہے۔

حکم نمبر 12- جسمانی نقص! پھوٹے، پھنسی یا جہاں مرہم یا پچھایا لگا ہوا ہو اس جگہ کو محفوظ رکھ کر باقی اعضاء پر وضو کیا جاسکتا ہے۔ یہی حکم پلاسٹریا بڑی پٹی کے لئے ہے اندیشہ ہو تو حکم نمبر 11 پر عمل کریں۔ جو ہاتھ کٹا ہوا ہو تو اس سے وضو ساقط ہے۔ باقی موجود اعضاء پر بدستور وضو یا تیمم کرنا ہوگا۔

یاد رکھو اسلام میں ہماری قوت و طاقت اور صورت حال کے خلاف احکام نہیں ہیں۔

وضو باطل ہونے کی صورتیں

حکم نمبر 13- مندرجہ ذیل صورتوں میں وضو ٹوٹ جاتا ہے

- (1) پیشاب۔ (2) پینانہ۔ (3) معدہ سے نکلی ہوئی وہ ہو جو پینانے کے مقام سے نکلے۔
- (4) دیوانگی۔ (5) مُستی، بے ہوشی یا نشہ۔ (6) نیند جس میں دیکھنے اور سننے کی حس نہ رہے۔
- (7) مُردہ کو چھونا۔ (8) حیض۔ (9) نفاس، بچہ کی پیدائش کے بعد جو رطوبتیں جاری ہوتی ہیں۔

حکم نمبر 14- وضو کے واجب ہونے کی صورتیں

- (1) واجب نماز بجالانے کیلئے۔ (2) واجب طواف خانہ کعبہ یا زیارات معصومین و شہدائے کربلا کیلئے۔
- (3) قرآن مجید کے الفاظ یا معصومین کے ناموں کے چھونے کیلئے۔ (4) امام آخر الزمان علیہم السلام سے استخارہ کیلئے۔
- (5) معصومین علیہم السلام یا شہدائے کربلا کی نذر ماننے یا دینے کیلئے۔

تیمم کے احکام

حکم نمبر 15۔ وضو اور غسل کی جگہ تیمم کی واجب صورتیں

- (1) پانی موجود نہیں۔ (2) پانی کا حصول قدرت سے باہر ہے۔ (3) پانی کے حصول یا استعمال میں خطرہ ہے۔
(4) وقت کی کمی یا پانی کی کمی۔ ان تمام صورتوں میں واجب وضو یا واجب غسل کی جگہ تیمم کر کے ہر عبادت بجالانا جائز ہے۔

حکم نمبر 16۔ تیمم کن چیزوں سے کرنا جائے

- (1) تیمم خشک اور پاک زمین پر کیا جائیگا۔ (2) زمین موجود نہ ہو۔ مثلاً سیمنٹ کا فرش ہے۔ کشتی یا جہاز ہے تو مٹی، ریت گرد و غبار جمع کر کے تیمم کیا جاسکتا ہے۔ (3) مٹی کا پاک گارا یا پاک کچھڑ ذرا سا ہاتھوں پر لگا کر ہاتھوں کو خوب رگڑیں اور جب نمی جاتی رہے تو تیمم کر لیں نمازی حضرات عمدہ اور پاک مٹی کوٹ کر ایک تھیلی میں محفوظ و موجود رکھتے ہیں جو وقت سے بچاتی ہے۔
حکم نمبر 17 تیمم کا طریقہ! جن اعضاء کو وضو میں دھونا واجب تھا۔ ان اعضاء پر تیمم میں مٹی لگے ہوئے ہاتھوں سے مسح کیا جائے گا۔ اور جن اعضاء پر وضو میں مسح ہوتا ہے ان کو چھوڑ دیا جائے گا۔ لہذا دونوں ہاتھ زمین پر ماریں کہ مٹی لگ جائے۔ پھر دونوں ہاتھ چہرہ پر پھرا لیں۔ دوبارہ دونوں ہاتھوں کو مٹی لگائیں اور بائیں ہاتھ کو دہنے ہاتھ پر پھرا لیں۔ پھر دہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر لیں۔

حکم نمبر 18۔ نوٹ وضو کی طرح تیمم میں بھی نیت لازم ہے

تیمم کرتا ہوں بالعوض وضو یا غسل (جنابت) کے واجب (باسنت) واجب قُرْبَةً إِلَى اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ

تہاتہا نماز پڑھنے کے اوقات اور قبلہ و قیام

- حکم نمبر 19۔ ظہر و عصر! سورج ڈھلنے سے غروب آفتاب تک وقت رہتا ہے مگر ہر حال میں ظہر کے بعد عصر پڑھی جائیگی۔
حکم نمبر 20۔ مغرب و عشاء! سورج غروب ہونے اور مشرق سے سُرخ غائب ہونے کے بعد آدھی رات سے پہلے پہلے تک۔ مغرب کی نماز عشاء سے قبل پڑھنا ہوگی۔
حکم نمبر 21۔ صُحُوح! جب اندھیری رات میں سفید دھاگے اور سیاہ دھاگے میں تمیز ہونے لگے (جسے صُحُوح صادق کہتے ہیں)۔ اُس وقت سے آفتاب کی چمک نظر آنے تک سورج کا کنارہ نظر آتے ہی نماز صُحُوح قضا ہو جاتی ہے۔
حکم نمبر 22۔ قضا نماز! قضا نماز، نکلنے اور ڈوبتے سورج کے وقت کے علاوہ کسی وقت بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ بہتر ہے کہ جس وقت کی قضا ہو اسی وقت میں پڑھی جائے۔
حکم نمبر 23۔ قبلہ کا حکم! مجبوری اگر نہ ہو تو خانہ کعبہ کی سمت یا شطر میں نماز واجب ہے۔ ورنہ اللہ ہر جگہ اور ہر طرف موجود ہے۔

حکم نمبر 24- قیام! مجبوری نہ ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھنا واجب۔ ورنہ مناسب صورت اختیار کر لیں۔

حکم نمبر 25- نمازی کا لباس! حیثیت اور حالات کے مطابق لباس صاف ستھرا، پاک اور حلال ہونا چاہئے۔ جسم کے وہ تمام اعضاء ڈھکنے ضروری ہیں جن کے کھلا رکھنے سے بے شرمی، بے حیائی، بدتمیزی اور غلط توجہ کا الزام عائد ہوتا ہے۔

حکم نمبر 26 اذان

1	اللَّهُ أَكْبَرُ	الگ الگ چار دفعہ کہا جائیگا
2	أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	دو مرتبہ کافی ہے۔
3	أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ	دو مرتبہ کافی ہے۔
4	أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ، وَوَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ، وَخَلِيفَتَهُ بِمَا فَضَّلَ	دو مرتبہ کافی ہے۔
5	حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ	دو مرتبہ کافی ہے۔
6	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	دو مرتبہ کافی ہے۔
7	حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ	دو مرتبہ کافی ہے۔
8	اللَّهُ أَكْبَرُ	دو مرتبہ۔
9	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	دو مرتبہ۔

حکم نمبر 27- اقامت

1	اللَّهُ أَكْبَرُ	صرف دو مرتبہ۔
2	أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	دو مرتبہ۔
3	أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ	دو مرتبہ۔
4	أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ، وَوَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ، وَخَلِيفَتَهُ بِمَا فَضَّلَ	دو مرتبہ۔
5	حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ	دو مرتبہ۔
6	حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ	دو مرتبہ۔
7	حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ	دو مرتبہ۔
8	قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ	دو مرتبہ۔
9	اللَّهُ أَكْبَرُ	دو مرتبہ۔
10	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ	صرف ایک مرتبہ کہا جائے گا

ترجمہ :- اذان و اقامت!

- (1) اللہ تصور میں آنے والی ہر بڑی چیز سے بڑا ہے۔ (2) اللہ کے سوا کوئی اور معبود یا قابل عبادت نہیں ہے۔
 (3) میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (4) میں شاہد ہوں کہ علی اللہ کی طرف سے حاکم ہیں، اور دین اسلام کی اشاعت و تنفیذ کیلئے رسول نے ان کو وصیت کی تھی۔ اور وہ براہ راست رسول کے بعد اللہ کے اور رسول کے خلیفہ تھے۔
 (5) نماز کی طرف آؤ۔ (6) رستگاری اور فلاح کیلئے آؤ۔ (7) تمام اعمال سے زیادہ خیر فراہم کرنے والے عمل کی طرف آؤ۔
 (8) اللہ ہر بڑی چیز سے بڑا ہے۔ (9) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (اقامت میں نمبر 8۔ یقیناً نماز قائم یا کھڑی ہوگئی ہے)

اذان و اقامت کے احکام

- حکم نمبر 28**۔! اگر کسی مسجد سے دی گئی اذان سنی ہو تو اپنی نماز کے لئے اذان ضروری نہیں۔ صرف اقامت کہنا لازم و واجب ہے۔
 (2) اذان و اقامت کو بلند آواز سے کہنا صرف جماعت کے واسطے لازم ہے۔ ورنہ اپنے کانوں تک آواز آنا کافی ہے۔
 (3) جب اذان کی آواز کسی مسجد وغیرہ سے آئے تو مؤذن کے ساتھ ساتھ تمام جملوں کو دہرانا واجب ہے۔
 (4) جس اذان میں جملہ نمبر 4 نہ ہو یعنی شہادت و ولایت و وصایت و خلافت نہ ہو آپ خود یہ جملہ کہہ کر اذان کو مکمل کر لیں۔
 اذان کو ناقص نہ رکھیں۔

- (5) ہمارے مذہب میں نبوت کے بعد امامت و ولایت، وصایت و خلافت معصومین پر ایمان اور اس کا ہر حال میں اعلان و اشاعت واجب ہے۔ جو لوگ اس کو کسی حال میں بھی جُدا کرتے ہیں وہ مذہب محمد و آل محمد علیہم السلام سے حقیقی تعلق نہیں رکھتے اسلئے کہ۔ اللہ اور رسول کو الگ الگ رکھنا حقیقی کفر ہے (نساء 4/150-152) اور رسول اور علی کو الگ الگ رکھنا ولایت و امامت سے خارج کرتا ہے۔ (حدیث)

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَلْيَقُلْ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَلْيَقُلْ عَلِيٌّ
 أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ جس نے لا إله إلا الله کہا اُس پر لازم ہے کہ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہے اور جو مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہے اس پر لازم ہے کہ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ کہے۔ یہ حکم عام ہے۔ جب بھی کلمہ پڑھا جائیگا یا جب بھی شہادت اسلام دی جائیگی تو توحید و رسالت و امامت کو ساتھ ساتھ مشروط و لازم و بلا فاصلہ رکھا جائے گا۔ تاکہ اسلام کا وہ تصور واضح ہو جائے جو نبوت کے زمانے سے قیامت تک کا انتظام ظاہر کرے۔ البتہ خطرات کی صورت میں واجبات و فرائض عارضی طور پر ساقط ہو جاتے ہیں۔ مگر خطرات کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ کر مٹا دینا واجب ہو جاتا ہے۔ اور اس سلسلے میں موت شہادت بن جاتی ہے۔ اسی لئے جہاد واجب ہے۔ ناتوانی کی صورت میں ہجرت اور جلا وطنی واجب ہے۔ اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔ لاکھوں جانیں قربان کر کے یہ اذان و نماز

قائم کی گئی تھی۔ ہجرت اور جلاوطنی سے ہی ہم ساری دنیا میں پھیلے اور جہاں گئے اسی اذان و نماز کو قائم کیا۔ کسی بھی واجب حکم کو مستقلاً چھوڑ دینا کفر ہے اسلام نہیں ہے۔ (4/150)۔

(6) قضا نمازوں میں بھی اذان و اقامت کی یہی صورت برقرار رہے گی۔ سنتی نمازوں میں نہیں۔

نماز کے احکام اور طریقہ

حکم نمبر 29۔ قیام۔ قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہونا واجب ہے۔ دونوں ہاتھ فطری طور پر لٹکے رہیں گے۔ دونوں قدموں میں آرام دہ اور فطری فاصلہ رکھیں۔ کوشش کریں کہ بدن فطری طور پر سیدھا رہے۔ بیمار و ناتوان کا سہارا لینا یا بیٹھنا یا لیٹنا ہی اس کا قیام ہے۔ بیٹھ کر ہاتھ رانوں پر رکھے جائیں گے۔

حکم نمبر 30۔ نیت: نیت میں وقت، واجب یا سنۃ و قضا اور قربت کا ذکر ضروری ہے مثلاً:-

”نماز صبح ادا کرتا ہوں واجب (یا سنۃ) قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ“۔

حکم نمبر 31۔ مقصد: نماز کا مقصد اللہ کا تقرب حاصل کرنا ہے۔ تقرب کا عملاً حاصل ہو جانا ہی نماز کی صحت اور مقبولیت کی دلیل ہے۔ ورنہ رسی اور دکھاوے کی نماز فضول ہے۔

حکم نمبر 32۔ اللہ کی توجہ اور قربت حاصل کرنا

نماز کی نیت کے بعد یہ دُعا پڑھیں۔

”اے اللہ میں محمد و آل محمد کے ذریعہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اور تیرے اور اپنی نماز کے درمیان محمد و آل محمد کو مقدم وسیلہ بناتا ہوں۔ اور اُن ہی کے ذریعے سے تیری قربت چاہتا

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوْجِّهْ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَقْدِمْهُمْ بَیْنَ یَدَیْ صَلَاتِیْ وَاَتَقَرَّبُ بِهَمَّ اِلَیْکَ۔ فَاجْعَلْنِیْ بِهَمَّ وَّجِیْہًا فِی الدُّنْیَا وَاٰخِرَةِ وَاَمِّنْ الْمُقَرَّبِیْنَ مَنَنْتَ عَلَیْ بِمَعْرِفَتِهِمْ فَاخْتِمْ لِیْ بِطَاعَتِهِمْ وَّ مَعْرِفَتِهِمْ وَاَلَا یَتَّهِمُ فَاِنَّهَا السَّعَادَةُ وَاخْتِمْ لِیْ بِہَا فَاِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (فقہ الرضوی، وسائل، مشارق اور الفقہ) (کافی جلد 4 صفحہ 335)

ہوں۔ چنانچہ مجھے اُن کے وسیلے سے دُنیا اور آخرت میں اپنے سے وابستہ اور اپنے مقررین میں داخل رکھ۔ تو نے جو مجھے اُن کی معرفت عطا کر کے ممنون فرمایا ہے یہ تو ایک بڑی سعادت ہے۔ چنانچہ مجھے اس سعادت میں اور اُن کی اطاعت اور معرفت میں اور اُن کی ولایت میں اور اُن ہی کے صدقہ میں درجہ کمال تک پہنچادے۔ اور یہ سب کچھ تیرے لئے آسان ہے اس لئے کہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ”اللّٰهُ اَکْبَرُ“۔

حکم نمبر 33۔ تکبیر تحریمہ:۔ قبلہ کی جانب رخ کئے ہوئے دُعاے توجہ پڑھتے ہی ایک دم اللہ اکبر کہہ کر قرأت شروع کر دیجئے۔ یہ اللہ اکبر ایسی تکبیر ہے کہ اس کے کہنے کے بعد خواہ مخواہ ہلنا جلنا، کسی سے بات کرنا، کسی اور سمت میں منہ گھمانا وغیرہ وہ تمام کام حرام ہو جاتے ہیں جو اس سے پہلے پہلے جائز تھے۔ اس لئے اس۔ ”اللہ اکبر“ کو تکبیر تحریمہ (حرام کرنے والی تکبیر) کہا گیا۔ اب آپ کی نظریں سجدہ کی جگہ تک محدود رہنا چاہیں۔ تکبیر تحریمہ سے لے کر نماز کے دوران جب بھی تکبیر کہی جائے گی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ کی طرف رکھتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک بلند کئے اور نیچے چھوڑے جانا واجب ہے۔ اس کے بعد دُوسرا عمل شروع کیا جائے گا۔

حکم نمبر 34۔ قرأت یعنی قرآن کا پڑھنا

- (1) پہلی اور دوسری رکعت میں مع بسم اللہ پہلے سورہ حمد (فاتحہ) پھر مع بسم اللہ کوئی دوسری سورہ ہر واجب نماز میں واجب ہے۔ ناتوانی اور بیماری اور وقت کی حادثاتی تنگی میں دوسری سورہ چھوڑ سکتے ہیں۔
- (2) تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھنا چاہئے۔
- (3) صبح اور مغرب و عشاء کی پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت بلند آواز سے کرنا اور ظہر و عصر میں آہستہ قرأت واجب ہے۔
- (4) نماز میں جو کچھ بھی پڑھا جاتا ہے اس کو سمجھ کر اور صحیح پڑھنا واجب ہے۔ ورنہ مستقل طور پر سمجھنے کی کوشش نہ کرنا اور بے معنی نماز پڑھے چلے جانا باطل ہے۔ ایسی نماز مردود ہے۔
- (5) دوسری سورہ کی جگہ قرآن میں سے کہیں سے بھی تین آیات مسلسل پڑھی جاسکتی ہیں۔
- (6) نماز کے مقاصد میں سے ایک مقصد قرآن کو سمجھ کر حفظ کرنا بھی ہے۔ آدمی آسانی سے روزانہ تین آیات یاد کر سکتا ہے۔
- (7) سورہ توبہ کے علاوہ ہر سورہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔

حکم نمبر 35۔ رُکوع یعنی ناتوانی و محتاجی ظاہر کرنا

- ہر رکعت میں ایک رُکوع کرنا واجب ہے۔ قرأت ختم ہوتے ہی دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر خوب جھک جائیں دونوں ہاتھوں سے گھٹنے کی چینی پکڑ لیں اور نظر دونوں پیروں کے درمیان رکھیں اور پڑھیں:۔
- سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ وَ بِحَمْدِهِ۔ میرا پروردگار تمام نقائص سے پاک اور عظیم ہے اور ستائش اُسی کا حق ہے۔
- (2) یہ جملہ کم از کم ایک بار کہنا واجب ہے۔ لیکن صرف واجب ادا کرنا گھٹیا لوگوں کا کام ہے۔

(3) رکوع چھوٹ جائے تو نماز باطل ہے۔ (4) سر ٹکانے سے پہلے یاد آ جائے تو سجدہ سے پلٹ آؤ اور رکوع بجالائو۔
 (5) ورنہ پوری نماز کو دوبارہ پڑھو۔ (6) بیٹھا ہوا شخص بیٹھے بیٹھے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر جتنا ممکن ہو جھک کر رکوع کرے۔ لیٹا ہوا شخص سر کا اشارہ کرے۔

حکم نمبر 36۔ رُکوع سے قیام میں آنا

رکوع کو مکمل کر کے۔ ”سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“۔ (جس نے اللہ کی ستائش کی وہ اللہ نے سُن لی) کہتے ہوئے بالکل سیدھے کھڑے ہو جائیں۔ (بیٹھا ہوا سیدھا ہو کر بیٹھ جائے) اور دونوں ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں جائے۔ اس طرح سے کہ:-
حکم نمبر 37۔ سجدہ کا طریقہ: پہلے دونوں ہاتھ زمین پر ٹکاؤ۔ پھر دونوں گھٹنے رکھو۔ پھر پیشانی اور ناک ٹکاؤ اور پیر کے دونوں انگوٹھوں کو زمین سے نہ اٹھنے دو۔

(2) اور اب پڑھو۔ ”سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَبِحَمْدِهِ“۔ (میرا رب تمام نقائص سے پاک و اعلیٰ ہے اور حمد و ستائش اُسی کیلئے ہے) واجب کی بیگار ٹالنا ہے تو ایک دفعہ کافی ہے۔ یعنی گناہ گار بھی نہ رہو گے اور قربت بھی نہ ملے گی۔
 (3) سجدہ خاک شفاء پر کرنا چاہئے۔ لاپرواہ اور بے حس شیعہ اگر چاہیں تو زمین پر۔ پتوں پر اور تمام خاک بلا کر لیں۔
حکم نمبر 38۔ جلسہ یا وقفہ: حسبِ قاعدہ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں کہ دونوں ہاتھ رانوں پر اور دہنے پیر کی پشت بائیں پیر کے تلوے پر رہے اور پڑھیں۔ ”اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي وَآتُوبُ إِلَيْهِ“۔ (میں اپنے پروردگار اللہ سے سامان تحفظ کا طلبگار ہوں اور اصلاح کے لئے اسی کی طرف پلٹتا ہوں)۔

(2) پھر تکبیر کہتے ہوئے دوسرا سجدہ بجالائیں۔
 (3) پھر تکبیر کہتے ہوئے اٹھ کر حسبِ سابق بیٹھیں۔ یہاں پہلی رکعت مکمل ہوگئی۔
 (4) اب دوسری رکعت کیلئے یہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں اور کھڑے ہو جائیں کہ:-
 بِحَوْلِ اللَّهِ وَ قُوَّتِهِ ، أَقُوْمُ وَ أَقْعُدُ (اللہ کے انتظام کیساتھ اور اُسی کی دی ہوئی طاقت سے میں اُٹھتا اور بیٹھتا ہوں)۔
 (5) پھر حمد اور دوسری سورہ پڑھیں۔ (6) اور تکبیر کہہ کر ہاتھ نیچے چھوڑ دیں۔ پھر دُعا کیلئے دونوں ہاتھ اٹھا کر پڑھیں۔

حکم نمبر 39۔ قنوت، دعائے بخشش

”اے اللہ ہم سب کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور ہم سب کو بخیر و عافیت رکھ اور ہماری کوتاہیوں کو نظر انداز کر دے اور یہ سب کچھ

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“۔

ہمیں دنیا و آخرت میں بہم پہنچاتا رہ یقیناً تو ہر چیز پر قادر ہے۔“

حکم نمبر 40۔ دوسری رکعت کا رکوع اور سجدے: دُعاے قنوت کے بعد تکبیر کہہ کر حسب سابق رکوع اور پھر دونوں سجدے بجالاتے ہیں اور دوسرے سجدہ سے تکبیر کہہ کر باقاعدہ بیٹھ جائیں اور تشہد اس طرح پڑھیں کہ:-

حکم نمبر 41۔ تشہد یعنی اسلام اور ایمان کا اعلان کرنا

”میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ تنہا و یگانہ ہے۔ اُس کا کوئی شریک کار نہیں ہے۔ اور میں یہ بھی

”أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ وَ وَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ وَ خَلِيفَتَهُ بِأَفْضَلِ اللَّهِ صَلَّى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ“

گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور رسولؐ ہیں اور میں یہ اعلان بھی کرتا ہوں کہ علیؑ اللہ کی طرف سے حاکم اور رسولؐ کی طرف سے وصی اور رسولؐ کے بعد ان کے خلیفہ ہیں۔ اے اللہ درود بھیج محمدؐ اور ان کی آل پر۔“

(2) اگر یہ دو رکعتی نماز ہو تو تشہد کے بعد سلام پڑھا جائے گا۔

(3) ورنہ۔ ”بِحَوْلِ اللَّهِ وَ قُوَّتِهِ، أَقُومُ وَ أَقْعُدُ“۔ پڑھتے ہوئے کھڑے ہوں گے اور تیسری و چوتھی رکعت پڑھیں گے۔ (اُن میں قنوت نہیں ہوگا)۔

(4) اور اگر تین رکعتی نماز ہو تو تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد تکبیر کہہ کر باقاعدہ بیٹھ جائیں اور تشہد اور اس کے بعد سلام پڑھیں اگر چار رکعتی نماز ہو تو چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے تکبیر کہہ کر بیٹھ کر باقاعدہ بیٹھ جائیں اور دوبارہ مندرجہ بالا تشہد پڑھیں گے۔ اور پھر سلام بجالاتے ہیں گے۔

حکم نمبر 42۔ سلام

”سلام ہو آپؐ پر یا نبیؐ اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں آپؐ پر نازل ہوتی ہیں اور ہمیں پہنچتی رہیں۔ سلام ہم سب موجودین پر اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر۔ سلام ہو آپؐ پر اے دورِ حاضر اور اس زمانہ کے مالک امام اور سلام ہو آپؐ سب پر۔ اور آپؐ کے آباء و اجداد (آدم تک) پر۔ اور آپؐ کی ماؤں (حواء تک) پر، اور آپؐ سب پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہو کر ہم تک پہنچیں۔

”أَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ أَسْلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَسْلَامٌ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى آبَائِكُمْ وَأُمَّهَاتِكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ“

(2) سامنے دیکھتے ہوئے دو دفعہ تکبیر کہہ دیں۔ نماز ختم ہوگئی اور وہ سب کام حلال ہو گئے جو تکبیر تحریمہ نے حرام کئے تھے۔

حکم 43۔ پانچ وقت کی واجب نمازوں کی رکعتیں!

﴿تعداد رکعت﴾	☆ اوقات نماز ☆	﴿نمبر شمار﴾
..... 2 رکعت..... نماز صبح..... نمبر 1.....
..... 4 رکعت..... نماز ظہر..... نمبر 2.....
..... 4 رکعت..... نماز عصر..... نمبر 3.....
..... 3 رکعت..... نماز مغرب..... نمبر 4.....
..... 4 رکعت..... نماز عشاء..... نمبر 5.....

تہنی ترقی کیلئے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کو ملا کر پڑھنا ہمارا طرہ امتیاز ہے۔

حکم 44۔ مختلف مسائل! نماز سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کرنے کیلئے رکوع و سجود کے ذکر کے بعد۔ دُعاے قنوت کے

اول و آخر میں دُرود پڑھنا چاہیے۔

(2) نماز کو مذکورہ ترتیب کے ساتھ تسلسل سے بجالاتا لازم ہے۔ ورنہ نماز باطل ہو جائے گی۔

(3) اعمال نماز کے علاوہ عمل نماز کو باطل کرتا ہے۔

(4) جن چیزوں سے وضو باطل ہوتا ہے نماز بھی باطل ہو جاتی ہے۔

(5) شکوک و شبہات کو قطعاً نظر انداز کر دیں۔ نقص پر یقین ہو تو نماز کو دوبارہ پڑھیں تاکہ وہم و گمان اور شک و فتنہ ہو کر رہ جائیں ورنہ بڑھاپے میں نماز پڑھنا اور اطمینان حاصل کرنا ممکن نہ رہے گا۔

(6) نماز کے بعد مندرجہ ذیل تسبیح پڑھیں۔

تسبیح جناب صدیقہ کبریٰ معدن رسالت حضرت فاطمہؑ زہراءؑ

34 مرتبہ	اللَّهُ أَكْبَرُ
33 مرتبہ	الْحَمْدُ لِلَّهِ
33 مرتبہ	سُبْحَانَ اللَّهِ
1 مرتبہ	لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلِيًّا وَ لِيُ اللَّهُ پھر محمد و آل محمد کے واسطے سے دُعا مانگیں۔

(7) بلاذعامانگے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے

(8) نیت، تکبیر تحریمہ، رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا، رکوع اور سجدہ چھوٹ جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

حکم نمبر 45۔ بھول چوک معاف ہے! بھولے سے ناجائز یا ناپاک کپڑے میں نماز پڑھ چکنے کے بعد یاد آئے۔ حکم

نمبر 44 میں آٹھویں نمبر پر مذکورہ اعمال کے علاوہ کسی اور عمل کو بھول جانے اور بعد میں یاد آنے سے نماز باطل نہ

ہوگی اگر سجدہ سہو کر لیا جائے۔

حکم نمبر 46۔ سجدہ سہو کی نیت

سجدہ سہو بجالاتا ہوں تکمیل نماز کے لئے واجب قُرْبَةَ إِلَى اللَّهِ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ۔ کہہ کر سجدے میں چلا جائے۔

حکم نمبر 47۔ سجدہ کی تفصیل! کھڑے کھڑے یا نماز کی طرح بیٹھ کر نیت کرے اور باقاعدہ سجدے میں جا کر یہ مختصر درود پڑھے۔

”بِسْمِ اللَّهِ وَ بِاللَّهِ وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَي مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ“۔ ”اللہ کے نام سے شروع اور اللہ ہی سے التجا

کرتا ہوں کہ وہ درود بھیجے محمدؐ اور آل محمدؐ پر“۔ دو مرتبہ پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر بیٹھے۔ اور پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرا سجدہ اسی طرح

بجالائے پھر اللہ اکبر کہہ کر تشهد اور سلام پڑھے۔ اور 2 دفعہ اللہ اکبر کہہ کر ختم کر دے۔

حکم نمبر 48۔ نماز قصر کے احکام!

قصر کیلئے مسافت! ایک ہی شہر کے اندر یا اس کنارے سے اُس کنارے تک خواہ سو میل کا فاصلہ طے کریں۔ اس کو سفر

نہیں کہا جاسکتا۔ پیشہ ور یا کاروباری مقاصد کے لئے مسافت کا استقلال بھی قصر لازم نہیں کرتا۔ اور ایسی جگہ جانا جہاں اپنے

گھر کی تمام سہولتیں موجود ہوں قصر کو ختم کر دیتا ہے۔ بلا ارادہ اور نیت کے چلتے چلے جانا، خواہ کتنی بھی مسافت طے کریں قصر کو جائز

نہیں کرتا۔ اگر سفر کسی ناجائز مقصد کیلئے ہو تب بھی قصر نہ کیا جائے گا۔

(2) ان تمام صورتوں کے علاوہ اگر پیدل چوبیس میل کی مسافت طے کر لی جائے تو چوبیسویں میل کے بعد جو چار رکعتی

نماز کا وقت آئے گا اس میں دو رکعت نماز پڑھی جانا چاہیے۔

(3) اگر منزل پر پہلے سے دس روز قیام کرنے کا ارادہ تھا تو نماز پوری پڑھی جائے گی۔

(4) ورنہ بلا ارادہ حادثاتی طور پر قیام بڑھتا جائے اور گھر ایسی تمام سہولتیں حاصل نہ ہوں (نکاح یا متعہ اور کھانے پینے

اور رہائش کا خود مختار انتظام نہ کرنا) نماز قصر رہے گی ورنہ مکمل پڑھی جائے گی۔

(5) مسجد نبویؐ، شہادت علویہ والی مسجد کوفہ اور روضہ امام حسین علیہ السلام میں نماز قصر نہ کی جائے گی۔

حکم نمبر 49- سفر کی دوسری صورتیں! پیدل سفر کرتے ہوئے چوبیس میل کی مسافت پر جو وقت صرف ہوگا۔ اُتنے وقت میں سواری پر چلتی مسافت طے ہوگی۔ اُس مسافت کے بعد نماز قصر کرنا واجب ہوگا۔ مثلاً اوسط صحت و رفتار سے آٹھ گھنٹے میں چوبیس (24) میل کا سفر طے ہو جائیگا۔ لہذا آٹھ گھنٹے میں ہوائی جہاز سے جتنا سفر ہوگا اس کے بعد نماز کا قصر واجب ہوگا اس طرح ہر سواری کا حساب خود کر لیں۔
نماز میں بڑھنے کی ضروری صورتوں کا ترجمہ اور سبب۔

نمبر 1- سُورَةُ فَاتِحَةٍ: سورہ فاتحہ (الحمد) کی خصوصیات آخر میں لکھی جائیں گی۔

نمبر 2- سُورَةُ قَدْرِ: آئمہ علیہم السلام نے فرمایا کہ تم لوگ اس سورہ سے مخالفین پر حُجَّت قائم کر سکتے ہو۔ انھیں چیلنج کر سکتے ہیں۔ وہ ہر سال شب قدر مناتے ہیں۔ رات بھر جاگ کر عبادت کرتے ہیں۔ اُن سے پوچھنا چاہیے کہ اس سورہ میں یہ ثابت ہے کہ شب قدر میں ملائکہ اور ارواح اللہ کی طرف سے تمام احکام لے کر اُترتے ہیں۔ اور صبح ہونے تک وہ احکام باری باری پہنچاتے اور سلام سلام کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔ بتائیے وہ کون ہے جس پر یہ سلام و احکام اُترتے ہیں؟ یہ امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر زمانہ میں موجود ہونا ثابت کرتی ہے۔ لہذا سورہ فاتحہ کے بعد اسے پڑھنے سے ہمارے عقائد کی تجدید ہوتی ہے۔ اور یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ پورا قرآن ایک دم اسی رات میں نازل ہوا تھا۔ اور رسول اللہ پورے قرآن کے عالم تھے۔

نمبر 3- سورَةُ كُوثر: جن حالات میں یہ سورہ تلاوت کیا گیا تھا۔ اُس وقت کوئی ایسا مادی سبب موجود نہ تھا۔ جس کی بناء پر اُس میں مذکورہ پیشین گوئی ممکن ہوتی لہذا یہ سورہ نبوت و امامت کے بجانب خدا ہونے کا لاجواب ثبوت ہے۔ واقعی کثرت حضور کے قدموں پر جھکی۔ کثرت نسل اس قدر ہوئی کہ توریت کی پیشین گوئی ثابت ہوگئی۔ دشمنانِ محمد و آل محمد کی نسل منقطع ہوگئی اور کوثر بچتا نہیں جب تک وہاں علی مرتضیٰ علیہ السلام نہ ہوں۔ پھر عرب کے سب سے بزرگ کافر شاعر نے اقرار کیا۔
”مَا هَذَا كَلَامُ الْبَشَرِ“ (یہ بشری کلام نہیں ہے)۔

لہذا یہ سورہ نبوت و امامت کے فضائل کا ثبوت ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد اسے بھی بطور دلیل و دعا پڑھنا افضل ہے۔ اس سورہ میں صرف تین آیات ہیں۔ اسی کو معیار بنا کر اجازت ملی کہ قرآن میں کہیں سے بھی تین آیات مسلسل پڑھی جاسکتی ہیں تاکہ رفتہ رفتہ پورا قرآن یاد ہو جائے۔

نمبر 4- سُورَةُ تَوْحِيد: اس کا دوسرا نام سورہ اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پوزیشن اور مختصر ترین انداز میں اس سے بہتر نہ بیان ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ عقیدہ توحید کی تجدید کے لئے اور کفار کے سامنے اللہ کی شان پیش کرنے کے لئے اسے بھی سورہ فاتحہ کے بعد اہمیت دی گئی ہے۔

نوٹ:- یہی چاروں صورتیں ہیں جن کو نذر و نیاز اور فاتحہ میں پڑھنا چاہیے۔

سورہ فاتحہ اور ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

- | | |
|--|---|
| 1- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ | (1) تمام ستائش عالمین کے پروردگار اللہ کے لئے ہے۔ |
| 2- الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ | (2) جو بلا استحقاق بھی رحم کرتا ہے اور حق داروں پر بھی رحم کرنے والا ہے۔ |
| 3- مَلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ | (3) تمام نتائج برآمد کرنے والے دن کا بھی مالک ہے۔ |
| 4- اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ | (4) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے اعانت چاہتے ہیں۔ |
| 5- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ | (5) تو ہمیں برقرار رہنے والے راستہ کی ہدایت کرتا رہ۔ |
| 6- صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ
غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ | (6) اُن حضرات کے راستے کی ہدایت کر جن پر تو نے صرف انعامات نازل کئے جو نہ کبھی تیرے غصہ اور غضب کا نشانہ بن سکے۔ اور نہ کسی حال میں گمراہ ہوئے۔ |

نوٹ:- یہاں جن کے راستے کی طرف ہدایت طلب کرنا واجب کیا ہے وہ۔ وہ حضرات نہیں ہو سکتے جن پر اللہ نے انعامات بھی بھیجے ہوں اور غصہ بھی کیا ہو اور جو کبھی کسی حالت میں یا کسی زمانے میں گمراہ بھی رہے ہوں۔ یہاں صرف ایک گروہ کا ذکر ہے جو سو فی صد معصوم ہو۔ جنہوں نے دو گروہ مراد لے کر دو دفعہ ”لوگوں“ ترجموں میں لکھا ہے انہوں نے غلطی کی ہے۔ یہاں صرف اور محض محمدؐ۔ فاطمہؑ اور دو ازادہ آئمہ علیہم السلام مراد ہیں۔ اور کوئی اُن لوگوں میں داخل نہیں۔ حتیٰ کہ باقی انبیاء و رسلؑ بھی نہیں۔

سُورَةُ الْقَدْرِ اور ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

- | | |
|---|--|
| 1 اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ | یقیناً ہم نے پورا قرآن تقدیر والی رات میں نازل کر دیا تھا |
| 2 وَمَا اَدْرَاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ؟ ۝ | (2) اور کیا تم مادی ثبوت کے ساتھ یہ جانتے ہو کہ تقدیر والی رات اُسے کیوں کہا ہے؟۔ |
| 3 لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ | (3) وہ تقدیر والی رات اکیلی ہی اپنی قسم کے ایک ہزار مہینوں سے زیادہ خیر کی حامل ہے۔ |
| 4 تَنْزَلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرِ ۝ | (4) تقدیر والی رات میں وہ تمام فرشتے اور ارواح اللہ کے حکم سے نازل ہوتے ہیں جو اللہ کے سالانہ احکام پہنچانے پر تعینات ہیں۔ |
| 5 سَلَامٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ | (5) چنانچہ وہ تمام احکامات اور سلام پہنچاتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔ |

نوٹ:- یہ رات جب سے دن رات شروع ہوئے ہر سال آتی رہی ہے اور نَذِیْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ اور رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ مُصْطَفٰی اَوْلِیِّیْنَ مخلوق اس سورہ کے نزول اور شب قدر میں ملائکہ و ارواح کے نزول کے مرکز رہتے چلے آئے ہیں اور آج امام

زمانہ حضرت حجة ابن حسن عسکری علیہا السلام مرکز نزول ہیں۔

سورة اخلاص اور ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

1 قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝

2 اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

3 لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝

4 وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

(1) سب کو بتاتے جاؤ کہ جس کو ہم اللہ مانتے ہیں وہ یکتا و یگانہ ہے۔

(2) وہ اللہ بے نیاز ہے۔ کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔

(3) نہ اس سے کچھ پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی اور سے پیدا ہوا۔

(4) اور ساری کائنات میں کوئی بھی اُس کا کفو یا ہمسر نہیں ہے۔

سورة کوثر اور ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

1 اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكُوْثَرَ ۝

2 فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاَنْحَرْ ۝

3 اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

(1) یقیناً ہم نے تجھے ہمہ قسمی کثرت و کوثر عطا کر دیا ہے۔

(2) چنانچہ تم اپنے پروردگار کیلئے صلوٰۃ اور قربانی (گردن کٹانے) کا نظام قائم کر دو۔

(3) اور یقیناً ہم نے تیرا برا چاہنے والوں کی نسلوں کو منقطع کرنا طے کر رکھا ہے۔

نوٹ: یہ سورہ ثابت کرتی ہے کہ محمد و آل محمد کے ہر دشمن کی نسل منقطع ہو چکی ہے یا اہلبیت محمد پر ایمان لاکر مولیان محمد و

آل محمد میں داخل ہو چکی ہے۔ وہ تمام شجرہ ہائے نسب مصنوعی اور جھوٹے ہیں جو یزید کے ہم مسلک حکمرانوں نے دولت و حکومت

کی طاقت سے گھڑوا کر مشہور کئے اور جن میں تیسری صدی کے بعد بھی ایسے نام ملتے ہیں جن کے بزرگ زمانہ رسول میں رسول

کے دشمن رہے تھے۔ مصنوعی شجرے بنوانے سے ان حکومتوں کی غرض یہ تھی کہ بعض دشمنوں کی نسل کو باقی اور جاری دکھا کر یہ ثابت

کیا جائے کہ اگر یہ لوگ رسول اللہ کے دشمن ہوتے تو سورہ کوثر کی رو سے ان کی نسل منقطع ہو جاتی۔ چونکہ نسل موجود ہے اس لئے

فُلاں، فُلاں اور فُلاں دشمنانِ خدا اور رسول نہیں تھے مگر یہ فریب اب کھل چکا ہے۔

سجده شکر کا طریقہ

نماز سے فراغت کے بعد دُعا مانگ کر بیٹھے بیٹھے سجده شکر کی نیت کریں۔

حکم نمبر 50- نیت: سجدہ شکر بجالاتا ہوں سُنَّتْ قُرْبَةً اِلَى اللّٰهِ۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدے میں جانا۔

حکم نمبر 51- سجدہ اور قرأت: ہاتھوں، کہنیوں اور سینے کو زمین یا مُصلے سے ملا دینا چاہیے۔

(2) اور جتنی دیر سہولت سے ممکن ہو ورنہ کم از کم ایک لمبا سانس لے کر یَا رَبِّ یَا رَبِّ یہ سمجھ کر کہنا چاہیے کہ اللہ نے

یہ فرمایا ہے کہ جو بندہ مجھے خلوص دل سے ایک دفعہ پکارتا ہے میں دس مرتبہ جواب دیتا ہوں۔

(3) پھر بائیں گال اور کپٹی سجدہ گاہ، یا زمین پر ٹکا کر تین دفعہ پڑھے: - يَا اللَّهُ ، يَا رَبَّاهُ ، يَا سَيِّدَاهُ

(4) پھر دائیں گال اور کپٹی پر یہی پڑھے۔

(5) پھر پیشانی میں سجدہ پر پلٹنے اور جتنی بار ممکن ہو یا وہی ایک لمبا سانس بھر کر کہئے:-

شُكْرًا شُكْرًا (آخر میں) لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ عَلَيَّا وَ لِي اللَّهُ ،

وَ وَصِيَّ رَسُولِ اللَّهِ وَ خَلِيفَتَهُ بِلا فَضْل - سجدہ ختم ہوا۔

محمد و آل محمد کے حالات اور مقاصد کی یاد دہانی کرانے والی زیارتیں

تمام زیارات کو بیان کرنے کیلئے بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھی ہوئی موجود ہیں۔ لیکن ہم اس مصروف دنیا میں اُلجھے ہوئے مومنین کے لئے تین ایسی مختصر زیارتیں لکھ دینا واجب سمجھتے ہیں۔ جو تمام باقی زیارتوں کی بنیاد و نچوڑ ہیں اور جنہیں نماز ظہرین اور مغربین اور صبح کی نماز کے بعد لازماً پڑھنا چاہیے۔

حکم نمبر 52۔ زیارت سید الشہداء علیہ السلام

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ
أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَسَيِّدِ الْوَصِيِّينَ وَخَلِيفَةَ اللَّهِ فِي
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ۔ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ فَاطِمَةَ
الزَّهْرَاءِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ الْعَالَمِينَ۔ لَعَنَ اللَّهُ مَنْ قَتَلَكَ وَ
لَعَنَ اللَّهُ مَنْ أَعَانَ عَلَيْكَ وَ مَنْ بَلَغَهُ ذَلِكَ فَرَضِيَ بِهِ۔
وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

(1) سلام ہو آپ پر اے مظلوم علیٰ اصغر کے بابا جان۔

(2) سلام ہو آپ پر اے فرزند رسول۔

(3) سلام ہو آپ پر اے فرزند امیر المومنین اور سلام ہو

آپ پر اے فرزند سید الوصیین اور سلام ہو آپ پر اے

تمام آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کے خلیفہ کے بیٹے۔

(4) سلام ہو آپ پر اے فاطمہ زہرا کے بیٹے۔ اے

تمام کائنات کی عورتوں کی سردار کے فرزند۔

(5) اللہ تمہارے قاتلوں پر لعنت کرتا رہے۔

(6) اور تمہارے قاتلوں کے مددگاروں پر بھی لعنت کرے۔

(7) اور جن کو تمہارے قتل سے خوشی ہوئی اللہ ان پر بھی لعنت کرے۔

(8) سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت و برکت آپ سب پر نازل ہوتی رہے۔

حکم نمبر 53 زیارت امام رضا علیہ السلام

- | | | |
|---|--|--|
| 1 | السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا غَرِيبَ الْغُرَبَاءِ - | (1) سلام ہو آپ پر اے حالت سفر اور غریب الوطنی میں شہید کئے جانے والے۔ |
| 2 | السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُعِينِ الضُّعَفَاءِ وَ الْفُقَرَاءِ - | (2) سلام ہو آپ پر اے ناتوانوں اور بے سہارا لوگوں کے معاون و مددگار۔ |
| 3 | السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَيْسَ النُّفُوسِ - | (3) سلام ہو آپ پر اے ہر جاندار کے غمخوار۔ |
| 4 | السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَيُّهَا الْمَدْفُونُ بِأَرْضِ طُوسٍ - | (4) سلام ہو آپ پر اے سرزمین طوس میں دفن ہوئی والے |
| 5 | السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُوسَى الرَّضَا الرَّاضِي بِالْقَدْرِ وَالْقَضَاءِ - | (5) سلام ہو آپ پر اے آٹھویں امام موسیٰ رضا۔ اے وہ مقدس ہستی جو اللہ کے مقرر کردہ فیصلوں اور تقدیر پر ہمیشہ رضا مند رہی |
| 6 | وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ - | (6) سلام ہو آپ سب پر اور آپ پر اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوتی رہے۔ |

حکم نمبر 54 - زیارت قائم آل محمد امام العصر والزمان علیہ السلام

- | | | |
|---|--|---|
| 1 | السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْعَصْرِ وَالزَّمَانِ - | (1) سلام ہو آپ پر اے عہد حاضر اور ہر زمانہ کے مالک۔ |
| 2 | السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْإِنْسِ وَالْجَانِ - | (2) سلام ہو آپ پر اے تمام انسانوں اور جنوں کے امام۔ |
| 3 | السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَرِيكَ الْقُرْآنِ - | (3) سلام ہو آپ پر اے قرآن کے ساتھ رہنے والے۔ |
| 4 | اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ - | (4) اے اللہ مجھے امام زمانہ کے ناصروں میں داخل کر دے |
| 5 | وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ - | (5) سلام ہو آپ سب پر اور اللہ کی رحمت و برکت آپ پر نازل ہوتی رہے۔ |

چند وضاحتی بیانات

حکم نمبر 55 - زیارتوں میں تین آئمہ کو ترجیح کیوں ہے؟

محمد مصطفیٰ، علی مرتضیٰ اور حسن مجتبیٰ کی حاکمیت کو جس ترکیب سے مانا گیا ہے۔ وہ خلافت و حکومت الہیہ کو مسماہ کرنے کیلئے اختیار کی گئی تھی اور اسلام کے بنیادی و اصولی عقائد کو تہہ در تہہ مجتہدانہ تصورات و استنباد کے پردوں میں چھپا دیا گیا تھا۔ اور نتیجہ یہ تھا کہ تعلیمات قرآن و اسلام کو مذہب جاہلیت سے بدل لیا گیا تھا۔ صرف قرآن کے الفاظ اور اسلام کا نام باقی رہ گیا تھا (حدیث رسول) اُن لوگوں کی نمازیں اور اُن کا اختیار کردہ مذہب یزید و ابن زیاد و عمر سعد و شمر ایسے راہنما، حاکم اور

امیر المؤمنین پیدا کر رہا تھا۔ اُنکا خدا جابر و ظالم و بے رحم و سفاک تھا جو سو فیصد گناہ گار کو جنت میں اور سو فیصد عابد و زاہد و پارسا کو جہنم میں پھینک سکتا تھا۔ اُن کا قرآن اُن کے بزرگوں کی سمجھ اور اجماع کے ماتحت تھا۔ وہاں قاتل اور غارت گر بھی رضی اللہ عنہ تھے اور مقتول و مظلوم بھی رضی اللہ عنہ تھے۔ بہر حال امام حسین علیہ السلام نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ایسے مذہبی حکمرانوں کی اطاعت ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ خواہ سارا خاندان، تمام دوست و احباب تمام بچے اور مستورات تلوار کے گھاٹ اُتار دیئے جائیں۔ اُنہوں نے اُس مذہب اور اُس مذہب کے راہنماؤں اور سربراہوں کی نقاب اُتاری اور دکھا دیا کہ اس اسلامی نقاب اور لیبیل کے پیچھے شیطاں و طواغیت و عفاریت و نمارید و فراعنہ چھپے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ کو حقیقی بنیاد پر قائم کیا۔ انہوں نے نبوت و امامت کے فاصلے کو دور کر دیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے مخلوط انبوه میں سے خبیث اور بد باطن کثرت کو الگ کر دیا اور اللہ کے اعلان کی تصدیق فرمادی۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ ، حَتّٰى يَمِيَزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطّٰيْبِ (سورہ آل عمران 3/179) اور ثابت کر دیا کہ لاکھوں ایمان کے دعویداروں کی عظیم کثرت کو صرف کثرت کی بناء پر برسر حق سمجھنا عقلی حیثیت سے صحیح ہے۔ نہ اسلام و قرآن و احادیث کی رو سے صحیح ہے۔ نقاب ڈالے ہوئے یہ کثرت عہد رسول سے مومن کہلاتی چلی آرہی تھی حالانکہ نہ وہ اللہ پر ایمان رکھتی تھی نہ رسول کو اُس کی صحیح حیثیت سے ماننی تھی۔ نہ وہ قرآن کو قرآن کی پوزیشن دیتی تھی۔ نہ اُس نے قرآن سے پہلی کتابوں کو کوئی مقام دیا تھا۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهِ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ اُنزِلَ مِنْ قَبْلُ۔ (سورہ النساء 4/136) انہوں نے اپنا خود ساختہ اللہ اور رسول مانا تھا۔ انہوں نے قرآن کو دانشوران قوم کے اجتہاد و اجماع کے ماتحت رکھ دیا تھا۔ انہوں نے سابقہ تمام تعلیمات خداوندی اور تمام سابقہ انبیاء و رسل کو اپنے اجتہاد و اجماع کے ڈنڈے سے ہانک کر راستے سے ہٹا دیا تھا۔ رسول اللہ نے سنہ ۱۰ھ میں پورے عرب کو اپنے اور سمجھ لینے کیلئے تعاون کیا۔ حسن نے چاہا کہ شجرہ باطل اپنے پورے برگ و بار سے لد جائے اور یہ سفینہ باطل پوری طرح لبریز ہو جائے۔ لیکن امام حسین نے اپنی قربانیوں کے جھٹکوں سے اُس ابلیسی ناؤ کو ڈبو دیا۔ اس لئے ان کی زیارت واجب و لازم ہے کہ پوری اسکیم سامنے کھڑی رہے اور تین مرتبہ یہ زیارت یہ سجدہ گاہ اور یہ سجدے تمہارے غم و غصہ کو تازہ رکھیں تمہارے خون کو ٹھنڈا نہ ہونے دیں۔ تمہیں باطل کے سامنے سر جھکانے اور غاصبوں کے آگے ہاتھ پھیلائے پر ملامت کریں۔ یہ حسین ہی تھے جنہوں نے حضرت ابراہیم و اسماعیل کی نبوت و رسالت ثابت کی اُن کی نسل کو محفوظ رکھا۔ اسلام کو اس کا صحیح مقام دیا حسن مجتبیٰ اور علی مرتضیٰ اور محمد مصطفیٰ کی صحیح پوزیشن واضح کی۔ ورنہ اجتہاد و اجماع نے تو ایک ایسا رسول پیش کرنے کی کوشش کی تھی جو معاذ اللہ کبھی بھی پورے قرآن کا عالم نہ تھا جس کا کوئی حکم پوری قرآنی تعلیم کو مد نظر رکھ کر نہ دیا گیا تھا جو جی کیلئے ایک ریڈیوسٹ (set) کی طرح تھا۔ جو قرآنی علم میں ہمیشہ اُمت کے برابر رہتا گیا۔ اور تیس (23) سال میں جب پورے

قرآن کا علم مکمل ہوا تو دنیا سے رخصت ہو گیا۔ جس کا ذاتی حکم دانشوران قوم کیلئے ماننا واجب نہ تھا۔ جس کے احکام میں زعمائے قوم بار بار غلطیاں ثابت کرتے رہے۔ جو وحی کی تلاوت کے علاوہ ہر قول و فعل میں غلطی کر سکتا تھا۔ جو خاندانی اقتدار کی محبت میں بتلا رہتا چلا گیا۔ جس پر جذبات و انسانی میلانات غالب آجاتے تھے۔ جس کو اللہ کے احکام کے خلاف عمل کرنے سے روکنے کے لئے صحابہ کو سختی سے کام لینا پڑتا رہا ہے۔ قرآن اُن کے نزدیک ایک ایسی کتاب تھی جو تمام انسانی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر تھی۔ جس میں ایسی عبارتیں ہیں جن کے کئی کئی معنی کئے جا سکتے ہیں۔ جس کے بیان مشتبہ اور مشکوک بھی ہیں۔ جس کے احکام کو قومی و ملکی مصلحتوں کے ماتحت بدلا جا سکتا ہے۔

بتائیے! ایسا رسول اور ایسا قرآن وہ رسول اور وہ قرآن کیسے ہو سکتا تھا جو امام حسینؑ نے امت کو دیا؟ جو پوری کائنات کے ذرہ ذرہ سے واقف ہوں جو قیامت اور قیامت تک آنے والے تمام انسانوں اور ساری مخلوق پر گزرنے والے حالات پر مطلع ہوں اور یہ کائنات جن کے اشاروں پر ناچتی ہو۔ جو سر سے پیر تک اور افتتاح سے سورہ والناس تک مجسم نور ہوں جن کے قول و فعل و تصورات میں غلطی کا امکان ہی نہ ہو۔ جو روز ازل سے مجسم قرآن ہوں۔ اگر حسینؑ درمیان میں نہ ہوتے تو آج شیاطین کا دور دورہ ہوتا۔ انھوں نے از سر نولا اِلَٰهَ اِلَّا اللّٰہ کی بنیاد رکھی تھی۔ خود قربان ہو کر اسلام کو زندہ کیا تھا اور اسلام کو قتل کرنے والوں کے منہ سے نقاب اُتار لی تھی۔ اس لئے ان کی زیارت پڑھنا اللہ، رسول، علیؑ، فاطمہؑ اور سلسلہ نبوت و رسالت و امامت کو سامنے لا کر کھڑا کر دیتا ہے۔ اور سب کی جگہ تمہا کافی ہے۔

2- کربلا کے بعد پھر یزید کی جانشین حکومتوں نے اسلام کی تعلیمات پر گرد و غبار اڑانا شروع کیا۔ حکمرانوں کے افعال و اعمال و عقائد کی تائید میں ایک خود ساختہ تاریخ، حدیث و تفسیر لکھی جانے لگی۔ شیاطین و طواغیت کے کارناموں کی تاویل میں پبلک میں پھیلا نا شروع کی گئیں۔ امام حسینؑ علیہ السلام کے بعد والے آئمہ علیہم السلام کی پالیسی میں حکومت سے سیدھی ٹکر لینا نہ تھا۔ لہذا نظام باطل کو توڑنے کیلئے تحریک تشیع نے زیر زمین (UNDER GROUND) کام شروع کیا۔

وہ امام جسے خلافت نے اپنا داماد بنایا اور ولی عہد مقرر کیا اور وہ تمام حقوق و جائیداد واپس کر دیئے جو غضب کر لئے گئے تھے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام ہیں اس انقلاب کو یاد رکھنے کے لئے ان کی زیارت لازم ہے۔ انھوں نے ایسا ماحول پیدا کیا کہ سرکاری طور پر بلا کسی تصادم کے یہ مان لیا کہ نبوت کے بعد بلا فاصلہ امامت کو حکومت کا حق حاصل تھا۔ وہ پہلے امام ہیں جو عربی معاشرے سے باہر نکلے اور ملک ایران میں انقلابی اسپرٹ پیدا کر دی اور ان کے بعد ایران نے جو ذمہ داریاں سنبھالیں وہ آج تک نمایاں اور جاری ہیں۔ یعنی امام رضا علیہ السلام نے تمام غیر عرب اقوام کو باطل کے خلاف منظم جدوجہد کرنے پر لگا دیا۔

اور رفتہ رفتہ وہ وقت آ گیا کہ ایران کے پڑوسی حکمرانوں نے یزید کی جانشین حکومت کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ ایسی نہایت اہم

وجوہات کو سمجھنے اور یاد کرنے اور اُن پر عمل کرنے پر متوجہ کرنے کیلئے امام رضا علیہ السلام کی زیارت ضروری ہے۔

3- تیسری زیارت اس انقلاب کو یاد کرنے کے لئے ہے۔ جو غیبتِ امامِ دوازدهم کا سبب ہوا۔ جب شیعہ دانشوران قوم نے نظامِ باطل کے اصولِ دین کو اپنے یہاں رائج کرنے کی ابتداء کی۔ جب وہ غاصب حکومت کے اقتدار میں شریک ہو گئے۔ جب انھوں نے قومی حکومت کی نوکری اختیار کر لی اور وظائف و تنخواہ و جائیداد کے بدلے شیعوں کی انقلابی ذہنیت اور جدوجہد کو ٹھنڈا کرنے کی پالیسی اختیار کی۔ جب انھوں نے مخالفینِ اسلام کی طرح نبوت و امامت کی جگہ بیٹھ کر شریعتِ اسلام کی باگ ڈور سنبھال کر معصوم قیادت کی جگہ خاٹی قیادت کو جاری کیا۔ اور امامِ آخر الزمان نے اُن کے اور اُن کے سرپرستوں کے خلاف نظامِ غیبت کو انتہائی درجہ تک پہنچانے کا اعلان کر دیا۔ اور دنیا کو ایک نقطہ پر جمع کرنے اور عقلِ انسانی کو معراجِ کمال پر لیجانے کا اہتمام فرمایا۔ اور مسلمانوں کو عموماً اُن کے حال پر چھوڑ دیا تاکہ انھیں اُن کا خود ساختہ مذہب اور یہ ناقص عبادتیں تترل کے غار میں دھکیل دیں اور اُن کا خود ساختہ اسلام کُفر سے پٹنا جائے۔ اور انہیں تمام اقوام عالم کا محتاج وزیر نکلیں بنا دے۔ اور ملتِ شیعہ چونکے اور سوچے کہ انہیں امامِ زمانہ سے کیوں الگ کیا گیا؟ کیوں انتشار و افتراق و اختلاف کو مذہبی حیثیت دی گئی؟ یعنی کیوں ایک معصوم مرکز کو چھوڑ کر ہر خاٹی اَعْلَم کی ٹولیوں میں تقسیم رہنا اور مختلف اقوال و اعمال کی تقلید کرنا واجب قرار دیا گیا؟ الغرض آج (1975ء) کی سرکاری خبروں کے مطابق پاکستان میں بیس فیصد شیعہ ہیں اور کل کی سرکاری اطلاع کے مطابق پاکستان میں سات کروڑ انسان آباد ہیں یعنی یہاں شیعوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ (1500000) ہے (اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں)۔ اب اگر عیسائیوں، یہودیوں، پارسیوں، ہندوؤں، بدھشٹ الغرض تمام غیر مسلموں کو الگ رکھ کر دیکھا جائے تو غیر شیعہ مسلمانوں میں:-

(1) حنفی۔ (2) حنبلی۔ (3) مالکی۔ (4) شافعی۔ (5) اہلحدیث۔ (6) بریلوی۔ (7) اور پرویزی بھی شامل ہیں۔ اور جب مسلمانوں کی باقی ماندہ تعداد کو ان سات حصوں میں تقسیم کیا جائے گا تو شیعہ بڑے سے بڑے فرقہ کے برابر نکلیں گے۔ مگر آج صرف ان کو ہی اقلیت کہا جاتا ہے۔ ان پر رحم و کرم کرنے کے وعدے کئے جاتے ہیں اس لئے اور صرف اس لئے کہ اُن کے یہاں منتشر رہنا اور متحد نہ ہونا اُن کے خاٹی رہنماؤں نے عملاً واجب کر دیا ہے۔ اس لئے اُن کی یہاں مُلک میں تین سو سے زیادہ انجمنیں ہیں۔ کوئی روزنامہ نہیں۔ کوئی قابل ذکر و فکر ہفتہ وار، یا ماہنامہ نہیں۔ ان کے لیڈر کل تک سابقہ حکومت کے تنخواہ دار تھے اور اب اگلی حکومت کے ہاتھوں اپنی وفاداری کا سودا کر رہے ہیں۔ اگر شیعہ حضرات فی کس ایک پائی روزانہ ایک مرکز کو دیتے خواہ وہ مرکز خاٹی ہی ہوتا تو ڈیڑھ لاکھ (150000) روپیہ روزانہ اور پینتالیس لاکھ روپیہ ماہانہ قومی بہبود کیلئے موجود رہتا۔ روزنامے و ماہنامے دنیا بھر میں اس قوم کا وقار اور حقیقی پوزیشن قائم کرتے اور انھیں بھیک مانگنے اور رحم و کرم کے

سہارے نہ رہنا پڑتا۔ یہ حادثہ تیسری زیارت سے وابستہ رہا ہے۔ لہذا جاگ اور وہ نشہ آور گولیاں کھانا چھوڑ دو جو نظام اجتہاد کی فیکٹری میں بنتی ہیں اور تمہارے مقدس راہنما تمہیں دن رات کھلاتے ہیں۔ دینی اور حقیقی اور معصوم مرکز اختیار کرنا پسند نہیں تو کم از کم اپنے بڑے بڑے اور غیر ملکی مرکزوں سے کہو کہ وہ آپس میں گفت و شنید کے بعد اعلان کریں کہ وہ سب فلاں اَحْلَم کے ماتحت رہیں گے اور اس کی بے چوں چر اقلید کریں گے۔ تاکہ تمام شیعوں میں اتحاد ہو سکے۔ یہ تیسری زیارت معصوم مرکزیت قائم کرنے کی دعوت دیتی ہے اس لئے لازم و واجب ہے۔

حکم نمبر 56۔ سورہ فاتحہ کو تسبیحات اربعہ پر ترجیح کیوں؟

ہم نے تسبیحات اربعہ (سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ) پر سورہ فاتحہ کی قرأت کو نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی اس لئے ترجیح دی ہے کہ:-

- (1) جو کچھ تسبیحات اربعہ ہے وہ سب ہی نہیں بلکہ جو کچھ پورے قرآن میں ہے وہ بھی سورہ فاتحہ میں موجود ہے۔
- (2) سورہ فاتحہ کی اہمیت یہ ہے کہ اگر کسی نماز میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے اور سارا باقی قرآن پڑھ دیا جائے تو وہ نماز باطل ہے۔
- (3) سورہ فاتحہ میں محمد و آل محمد وہ حضرات ہیں جن کے راستے پر چلنے کی تمنا میں تمام انبیاء و رسل نے کیں، سورہ فاتحہ میں جس راستہ کی طرف ہدایت کی دُعا سکھائی اور واجب کی گئی ہے۔ وہ راستہ ایسے لوگوں کا نہیں جن سے کسی وقت بھی اور کسی مقدار میں بھی غلطی ہوئی ہو۔ اور جن پر کبھی اور کسی حال میں بھی اللہ خفا ہوا ہو۔ اور وہ حضرات صرف چہارہ (14) معصوم ہی ہیں اور کوئی نہیں۔ نہ انبیاء اور رسل ہیں نہ اوصیاء و آئمہ ہیں۔
- (4) قرآن کریم کا افتتاح بلا سورہ فاتحہ نہیں ہو سکتا اور۔

(5) قرآن کریم سمٹ کر سُورۃ فاتحہ میں اور سُورۃ فاتحہ سمٹ کر بِسْمِ اللّٰهِ میں اور بِسْمِ اللّٰهِ سمٹ کر بِسْمِ اللّٰهِ کی ”ب“ میں سما جاتی ہے اور یہ ”ب“ اس نقطہ میں داخل ہے جس کا دوسرا نام علی ہے۔ جو مجسم۔ ”صراط مستقیم“ ہے جسے قرآن ناطق کہا اور مانا گیا۔ اور جسے نماز و اذان سے نکالنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور خود شیعوں کے ایک گروہ نے بھی لگایا۔ لہذا ہم علی اور ان کے متعلقات کو ہر حال میں اور ہر جگہ ترجیح دینا واجب سمجھتے ہیں۔

حکم نمبر 57۔ علی اور سورہ فاتحہ کو ملی جلی ترجیح

اگر کبھی ایسی شرعی ضرورت سامنے ہو جو قیام نماز و ولایت کے لئے اہمیت رکھتی ہو تو آپ نماز کو مختصر کرنے کے لئے دوسری سورہ۔ دُعائے قنوت اور تشہد میں اولین دونوں شہادتیں چھوڑ سکتے ہیں۔ مگر سورہ فاتحہ اور علی کو ترک نہ کریں، اس لئے کہ

جس طرح سورہ فاتحہ میں باقی سب کچھ ہے اسی طرح ولی اللہ کہنے سے اللہ کا مقام واضح ہو جائے گا۔ وحی رسول اللہ کہنے سے اللہ اور رسول کا مقام پھر سامنے آ جائے گا۔ یہ جامعیت پہلی دونوں شہادتوں میں الگ الگ موجود نہیں ہے۔

حکم نمبر 58۔ وضو اور نماز میں عورتوں، مردوں کا فرق

عورتوں اور مردوں میں فطری فرق کے سوا کوئی اور فرق نہیں ہے۔ اور اس فرق کا شریعت میں باقاعدہ خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن نماز میں اُن کے ہاتھ سینے اور چھاتیوں پر بندھوانا تقیہ میں دیا ہوا حکم تھا۔ وہ بھی ایک محدود دائرہ میں رہتا رہا۔ تمام شیعہ مستورات سے کبھی بھی نماز میں ہاتھ نہیں بندھوائے گئے۔ اور آئمہ معصومین علیہم السلام کے گھروں کی چار دیواریوں میں اُن کے اہل حرم اور خواتین کے ہاتھ باندھنے پر کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ ملت شیعہ کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے اور حکومتوں کے جاسوسی نظام کو بے اثر کرنے کیلئے عام اور جاہل شیعہ عورتوں کو عموماً اسی سابقہ حال پر رکھا جاتا رہا جو حکومتوں اور اُن کے مذہب میں عورتوں کا تھا۔ تاکہ مستورات کے بھولے پن سے دشمن فائدہ نہ اٹھائیں۔ لیکن جیسے ہی تحریک تشیع نے اپنے حقوق بزور حاصل کئے تو صحیح احکام پر آزادی سے عمل ہونے لگا۔ لیکن وہ علماء جو حکومتوں سے وظائف اور تنخواہ اور جاگیریں پاتے تھے۔ وہ نماز کو بھی حکومتوں کے مذہب کے رنگ میں رنگنا چاہتے تھے۔ لہذا انہوں نے اذان اور نماز سے اعلان امامت و ولایت کو خارج کرنے کی کوشش آج تک برابر جاری رکھی ہے۔ آج تو اُن کی زبان پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اُن کی کتابوں میں علی علیہ السلام نہ کلمہ کا جز ہے نہ اذان کا جز ہے نہ نماز میں داخل ہے۔ بلکہ وہ اذان و نماز میں علی علیہ السلام کو ولی کہنے والوں پر لعنت بھیجتے اور کتابوں میں لکھتے رہے ہیں اور ایسی اذان و نماز کو باطل کہتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔ لیکن ملت شیعہ نے ان کے کتابی فتاویٰ کی پرواہ کئے بغیر اپنے مذہب پر عمل جاری رکھا ہے۔ وہ لوگ زنجیر و قمہ اور پٹھری کے ماتم کو بھی حرام کہتے اور لکھتے رہے ہیں۔ اور شیعہ مومنین دھڑا دھڑیہ ماتم سر بازار کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح تمام دانشمند شیعہ خاندانوں میں مستورات ہاتھوں کو کھول کر نماز پڑھتی چلی آئی ہیں۔ ایران و عراق میں شیعہ مستورات بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھتی ہیں بہر حال ہماری بیان کردہ نماز میں عورت و مرد کا کوئی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ مستورات اپنے زنانہ حالات کی بناء پر خود اپنی سہولت سے نماز ادا کرنے میں بیٹھنے اٹھنے اور سجدہ کی صورت میں تبدیلی کر کے آرام سے نماز پڑھیں۔ مگر ہاتھ ہرگز نہ باندھیں ورنہ نماز باطل ہے۔ حمل کے زمانہ میں اگر دقت ہو تو قیام میں بیماروں والی رعایت اُن کے لئے موجود ہے۔ بیٹھنے میں پھیل کر بیٹھ سکتی ہیں۔ سجدہ گاہ کو اونچا کر سکتی ہیں۔ لیٹ کر نماز پڑھ سکتی ہیں اُن کیلئے بھی اللہ و معصومین نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا ہے جو انکی طاقت، حالت اور حیثیت کے خلاف ہو۔ عورتیں اپنے گھروں میں اپنے بچوں، شوہروں اور ماں باپ کے سامنے روزانہ کے عام لباس میں بلا تکلف نماز پڑھیں۔ کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں۔ وہ سب مل کر جماعت کی نماز بھی گھر میں پڑھ سکتے ہیں۔ نماز جمعہ و جماعت کے دیگر احکام اگر مومنین تقاضہ کریں گے تو پیش کر دیئے جائیں گے۔ ہم آپ کے اعمال و رسوم سے مطمئن ہیں۔ ان مختصر بیانات و احکام میں جہاں کوئی چیز سمجھ میں نہ آئے یا کوئی سوال ابھرے یا کوئی اعتراض پیدا ہو بذریعہ خط و کتابت یا ذاتی ملاقات سے وضاحت طلب فرمائیں۔ فوراً اطمینان بخش جواب دیا جائے گا۔

.....☆ معاہدہ نصرت برائے حضرت حجۃ ☆.....

- (1) اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُجَدِّدُكَ فِىْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِىْ كُلِّ يَوْمٍ عَهْدًا وَّ عَقْدًا وَّ بَيْعَةً فِى رَقَبَتِىْ -
 - (2) اَللّٰهُمَّ كَمَا شَرَّفْتَنِىْ بِهٰذِهِ التَّشْرِيفِ وَفَضَّلْتَنِىْ بِهٰذِهِ الْفَضِيْلَةِ وَخَصَّصْتَنِىْ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ فَصَلِّ عَلٰى مَوْلَاىِ وَ سَيِّدِىْ صَاحِبِ الزَّمَانِ وَ اجْعَلْنِىْ مِنْ اَنْصَارِهِ وَ اَشْيَاعِهِ وَ الدَّابِّينَ عَنْهُ وَ اجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ طَائِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فِى الصَّفِّ الَّذِى نَعَتَ فِى كِتَابِكَ فَقُلْتَ صَفًّا كَانْتَهُمُ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ عَلٰى طَاعَتِكَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِكَ وَ اِلٰهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ -
 - (3) اَللّٰهُمَّ هٰذَا بَيْعَةٌ لَهٗ فِى عُنُقِىْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -
 - (4) اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُجَدِّدُكَ فِى صَبِيْحَةِ يَوْمِىْ هٰذَا وَ مَا عِشْتُ مِنْ اَيَّامِىْ عَهْدًا وَّ عَقْدًا وَّ بَيْعَةً لَهٗ فِى عُنُقِىْ لَا اَحْوَلُ عَنْهَا وَلَا اَزُوْلُ اَبَدًا -
 - (5) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنْ اَنْصَارِهِ وَ اَعْوَانِهِ وَ الدَّابِّينَ عَنْهُ وَ الْمُسَارِعِيْنَ اِلَيْهِ فِى قَضَاءِ حَوَائِجِهِ وَ الْمُتَمَثِّلِيْنَ لِاَوْامِرِهِ وَ الْمُحَامِيْنَ عَنْهُ وَ السَّابِقِيْنَ اِلَى اِرَادَتِهِ -
 - (6) اَللّٰهُمَّ اِنْ حَالَ بَيْنِىْ وَ بَيْنَهُ الْمَوْتُ الَّذِى جَعَلْتَهُ عَلٰى عِبَادِكَ حَتْمًا مُقْتَضِيًّا فَاخْرِجْنِىْ مِنْ قَبْرِىْ مُؤْتَرِّرًا كَفَنِىْ شَاهِرًا سَيْفِىْ مُجَرِّدًا قَتَاتِىْ مُلَبِّيًا دَعْوَةَ الدَّاعِىْ فِى الْحَاضِرِ وَ الْبَادِىْ -
 - (7) اَللّٰهُمَّ اَرِنِىْ الطَّلْعَةَ الرَّشِيْدَةَ وَ الْغُرَّةَ الْحَمِيْدَةَ وَ الْكُحْلَ نَاطِرِىْ بِنَظَرَةٍ مِّنِّىْ اِلَيْهِ وَ عَجَلْ فَرَجَهُ وَ سَهِّلْ مَخْرَجَهُ وَ اَوْسِعْ مِنْهَجَهُ وَ اسْئَلْكَ رَبِّىْ مُحِجَّتَهُ وَ اَنْفِذْ اَمْرَهُ وَ اَشْدُدْ اَزْرَهُ وَ اَعْمُرْ بِهِ بِلَادَكَ وَ اَحْيِ بِهِ عِبَادَكَ - (آمين بحق معصومين)
- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ -

(ترجمہ معاہدہ)

- (1) یا اللہ حقیقت یہ ہے کہ میں آج بھی (قائم آل محمدؐ) کے لئے ہر روز کی طرح اپنے اُس معاہدہ کی اور اُن کے ہاتھ خود کو فروخت کر دینے کے بندھن کی تجدید کر رہا ہوں جس کی تعمیل کی ذمہ داری میری گردن میں لٹک رہی ہے۔
- (2) چنانچہ اے اللہ جس طرح تو نے مجھے اُس عہد و پیمان اور بیعت ایسی شرافت سے مشرف کیا ہے۔ اور اس عظیم الشان بزرگی تک پہنچایا ہے۔ اور اپنی ایسی نعمت عظمیٰ کیلئے مخصوص فرمایا ہے۔ اسی طرح میں التجا کرتا ہوں کہ تو میرے مولاً میرے حکمران اور مالک زمانہ پر دُرُود و سلامتی جاری رکھ اور تو مجھے اُن کی نصرت کر نیوالوں میں، اُن کے مشن کی اشاعت کر نیوالوں میں اور اُن کا دفاع کر نیوالوں میں سے بنا دے۔ اور مجھے آزادانہ اور دل کی پوری رضامندی کیساتھ آنحضرتؐ کے حضور حاضر رہنے والوں میں سے بنا دے تاکہ میں بھی اُن لوگوں کی صف میں شمار ہو جاؤں جسکی مدح کرتے ہوئے تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی صف تو گویا سیسہ پلائی ہوئی بنیادوں پر اطاعتِ خدا اور رسولؐ و آل رسولؐ کیلئے اُستوار کی گئی ہے۔
- (3) اے اللہ چونکہ مجھ پر آنحضرتؐ کی بیعت کی ذمہ داری قیامت تک عائد ہے۔
- (4) اسلئے آج بھی علی الصبح گزرے ہوئے دنوں کی ہر صبح کی طرح اپنے اُس عہد و پیمان اور بیعت کی پھر تجدید کرتا ہوں جسکی تعمیل میرے ذمہ ہے۔ میں اس ذمہ داری سے قیامت تک منہ نہ موڑوں گا اور نہ ہی کبھی اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں میرے قدموں میں لغزش آئیگی۔
- (5) اسلئے اے اللہ مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے تو مجھے اُن کی نصرت کرنے والوں میں اور اُن کے معین و مددگاروں میں اور اُن کے دشمنوں سے اُن کا دفاع کر نیوالوں میں اور اُن کی طرف تیزی سے بڑھنے والوں میں اور اُن کی ضروریات پوری کر نیوالوں میں اور اُن کے احکام کی مستند تعمیل کر نیوالوں میں اور اُن کی طرف سے وکالت کر نیوالوں اور اُن سے عقیدت رکھنے والے درجہ اول کے لوگوں میں سے بنا دے۔
- (6) اور اے اللہ اگر میرے اور آنحضرتؐ کے درمیان وہ موت رُکاوٹ بن کر حائل ہو جائے جسے تو نے اپنے بندوں کیلئے حتمی اور معمول کے مطابق ایک لازمی فیصلہ قرار دے رکھا ہے۔ تب اے اللہ مجھے میری قبر سے اس طرح اُٹھانا کہ میں کفن کو جنگ کیلئے سنوارے ہوئے اور اپنی تلوار بلند کئے ہوئے اپنے نیزہ کی آبی برہنہ کئے ہوئے لبیک لبیک کہتا ہوا حضورؐ کی دعوت پر تمام نزدیک و دُور کے انصار کے ساتھ حاضر ہو جاؤں۔
- (7) اے اللہ میرے دیدہ نگراں میں ایسا سُرْمہ لگا دے کہ میری پُر امید نظریں اُنھیں دیکھنے کی تاب لائیں۔ اور مجھے اُنکے ہدایت آفریں رُخ انور کی اور مدح نواز چہرہ زُیبا کی زیارت سے بہرہ اندوزی کا موقع دے۔ اُن کی طرف سے نوازشات کو جلد سے

جلد ظاہر فرمادے۔ اُن کی تشریف براری ہم پر آسان کر دے اُن کے طریقہ کی وسعتوں میں اضافہ فرما کر ہمیں بھی اُن میں شامل کر لے۔ اور اے میرے پروردگار میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اُن کے مقام حجت کو اور اُن کے نظام کو برسرِ عام جاری فرمادے۔ اُن کو مضبوط پشت پناہی عطا فرمادے اور اپنی دُنیا کو اُن کے ہاتھوں تعمیر ہونے اور اپنے بندوں کو زندگی عطا کرنے میں مدد کر۔
(آمین بحق معصومین) (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَالِ مُحَمَّدٍ)

مذکورہ معاہدہ مفتح الجنان اور حدیث کی کتابوں میں زیارات کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے اور اس میں سکھایا ہوا معصوم بیان خود بتاتا ہے کہ:-

ہر شخص کو جو نظام اہلیت علیہم السلام پر ایمان لانے کا مدعی ہو۔ واجب ہے کہ حضرت حجة علیہ السلام کے سامنے خود کو ہر لمحہ ذمہ دار سمجھے اور روزانہ اس معاہدہ کی تجدید کرتا اور اس میں مذکورہ ذمہ داریوں کو بجالاتا رہے۔ تاکہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سرکارِ زمانہ علیہ السلام کے نظام کو قائم کرنے میں اُن کی نصرت کیلئے ہر وقت تیار رہے۔ اور اہل باطل اس جماعت کے وجود و قوت و ہم آہنگی سے خوفزدہ رہیں اور حقوق العباد کو ادا کریں۔ لیکن افسوس کہ وہاں تو زیارات کا ترجمہ بھی کرنا چھوڑ دیا گیا۔ نماز کے سمجھ کر پڑھنے کا تقاضہ بھی بند کر دیا گیا۔ یعنی ملت شیعہ کو اٹھا کر ملت طاغوتی میں مُدغم کر کے گم کر دیا گیا۔ تاکہ ان کی انقلابی اسپرٹ فنا ہو کر رہ جائے۔

وہ روزانہ شہدائے کربلا علیہم السلام کی خون آلود مٹی یعنی سجدہ گاہ پر سجدہ کرتے ہیں۔ لیکن نہ دل میں کوئی جوش پیدا ہوتا ہے نہ خون میں گرمی آتی ہے۔ نہ یزیدی نظام کے خلاف کوئی جذبہ ابھرتا ہے۔ وہ زیارات پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں لہذا اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

سُنو! ہمیں تو روزانہ حضرت فاطمہ علیہا السلام سے بھی یہ معاہدہ کرنا ہے اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا ہے۔

حسینؑ کی ماں اور رسولؐ کی بیٹی کے حضور اقرار کریں ❀

السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رِبْحَانَةَ سَيِّدِ الْوَصِيِّينَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ
السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا أُمَّ الْاِئِمَّةِ - اُشْهَدُ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَانْبِيَاءَهُ وَرُسُلَهُ وَ اِيَّاكَ اِنِّي وَلِيٌّ لِمَنْ
وَ الْاَكِ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاكَ وَ حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكَ اَنَا يَا مَوْلَاتِي بَكِ وَ بَابِيكَ وَ بَعْلِكَ
وَ الْاِئِمَّةِ مِنْ وُلْدِكَ مُؤَقِّنٌ وَ بَوْلَا يَتِيهِمْ مُؤْمِنٌ وَ لَطَاعَتِهِمْ مُلْتَزِمٌ وَ اُشْهَدُ اَنَّ الدِّينَ دِينُهُمْ
وَ الْحُكْمُ حُكْمُهُمْ وَ اِنِّي رَاضٍ عَمَّنْ رَضِيَ عَنْهُ سَخِطٌ عَلَيَّ مَنْ سَخِطَ مُتَبَرِّءٌ مِمَّنْ
تَبَرَّأَتْ مِنْهُ مُبْغِضٌ لِمَنْ اَبْغَضَ السَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَ عَلَيَّ اَرْوَاحُكُمْ وَ اَجْسَادُكُمْ
وَ اَجْسَامُكُمْ وَ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ -

ترجمہ:- میرا سلام ہو آپؑ پر اے رسولؐ اللہ کی بیٹی سلام ہو آپؑ پر اے تمام اوصیاء کے سردار اور تمام مؤمنین کے حاکم کی راحت و قوت - سلام ہو آپؑ پر اے آئمہ کی والدہ - میں اللہ اور ملائکہ اور انبیاء اور رسولوں کو اور آپؑ کو گواہ کر کے اعلان کرتا ہوں کہ یقیناً میں بھی اُن سب کا ذمہ دار ہوں جن کی آپؑ ذمہ دار ہیں اور یہ کہ میں اُن سب کا دشمن ہوں جن کی آپؑ دشمن ہیں - اور یہ کہ میں اُن سب سے برسر پیکار ہوں جنہوں نے آپؑ کے خاندان سے جنگ کی تھی - اے میری مالک میں آپؑ پر اور آپؑ کے والد پر اور آپؑ کے شوہر پر اور آپؑ کی اولاد کے تمام اماموں پر یقین رکھتا ہوں - اور اُن کی حاکمیت اور ولایت پر ایمان لایا ہوں - اور اُن کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم سمجھتا ہوں - اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حقیقی دین وہی ہے جو آپؑ کا اور اُن کا دین ہے - اور حقیقی حکمرانی وہی ہے جو آپؑ کو اور اُن کو اللہ نے دی ہے - اور یہ کہ میں اُن سب سے راضی ہوں جن سے آپؑ خوش رہیں اور میں اُن سب پر غضبناک ہوں - جن پر آپؑ غصہ ہوئیں اور میں ان سے علیحدہ رہتا ہوں جن سے آپؑ نے برأت کی اور میں اُن سے بغض رکھتا ہوں جن سے آپؑ کو بغض تھا - میرا سلام ہو آپؑ سب پر اور آپؑ کے ارواح پر اور آپؑ کے جسموں پر - اور آپؑ کے نورانی جسموں پر اللہ رحمتوں اور برکتوں کا نزول جاری رکھے - والسلام

الفقیہ الحکیم السید محمد احسن زیدی مجتہد

ڈاکٹر آف ریلیجنز اینڈ سائنس

